گلگت بلتستان کی تاریخی و قانونی حیثیت

تحقیق و تحریر

محمد مشہود قاسمی

کیا گلگت وبلتستان قانونی اعتبار سے جموں وکشمیر کا حصہ ہیں؟

ہم اس مضمون میں مختصر اً کشمیر و گلگت بلتستان کی قدیم تاریخ، مغلیہ دور و افغان دور، سکھوں کی حکمرانی اور ڈوگرہ راج کی شروعات تک کا جائزہ لیں گے۔ بعد ازاں تقسیم ہند کے بعد پیش آنے والے واقعات کو زیرِ بحث لاتے ہوئے اس بات کا تعین کرنے کی کوشش کریں گے کہ گلگت وبلتستان کے علاقہ جات سیاسی و قانونی اعتبار سے ریاست جموں وکشمیر کا حصہ ہیں یا نہیں۔ تاریخی اعتبار سے گلگت اور بلتستان جداگانہ سیاسی حدود رکھنے والے خطے ہیں، تاہم مختلف ادوار میں یہ یکجا سیاسی حدود میں آتے رہے ہیں۔ نزدیکی ادوار میں یہ سکھوں کے دور میں جزوی طور پر اور اور ڈوگرہ راج میں ایک ہی سیاسی خطے کے حامل رہے ہیں۔ گلگت جسے دردستان کے نام سے بھی جانا جاتا ہے، نسلی اعتبار سے درد یا دارد ک بولنے والے لوگوں کا علاقہ رہا ہے۔ یہ علاقہ موریہ سلطنت کا حصہ تھا اور چٹانوں، غاروں وغیرہ پہ کندہ اشوکا کے فرامین آج بھی شاہراہِ قراقرم پہ دستیاب ہیں۔

بدھ مت کی قدیم دستاویزات ظاہر کرتی ہیں کہ پورے کشمیر کی وادی اور گلگت، بلتستان عظیم کشان سلطنت کا حصہ تھے۔ آنے والے مختلف ادوار میں جب ہندو مذہب کے حکمران کشمیر پہ قابض رہے اس وقت بھی یہ علاقے ایک سلطنت کے زیرِ نگیں رہے۔ کشمیر کی قدیم تاریخ کے سب سے کامیاب ہندو حکمران 'لالتیہ دتیہ' اور اس کے بعد آنے والے کارا کوٹا سلسلے کے بادشاہوں کے ادوار میں بھی گلگت، بلتستان اور جموں وکشمیر کے دوسرے علاقے بھی کشمیر کا حصہ رہے ہیں۔ تاہم جس طرح ہندوستان میں مرکزی حکومتیں کمزور ہونے سے مختلف علاقوں میں بغاوتیں ہوتی رہیں، اسی طرح وقتاً فوقتاً کشمیر میں شامل علاقوں بشمول گلگت، بلتستان میں بھی مقامی قوتیں سرکشی کرتی رہیں۔ یہ بات اہم ہے کہ کشمیر کا پہلا مسلمان حکمران جس کا نام صدر الدین تھا اور وہ رنچن کے نام سے پہچانا جاتا ہے اس کا تعلق لداخ سے تھا۔ اسی طرح کشمیر کی آزادی کے دور کا آخری نمایاں مسلمان خاندان 'چک' کا بادشاہ یوسف شاہ چک جس نے 1579ء سے 1586ء تک کشمیر پہ حکومت کی وہ گلگت سے ہجرت کر کے آیا تھا۔

اگر بلتستان پہ نظر ڈالیں تو قدیم ادب میں بلتی قوم کا یہ خطہ 'تبتِ صغیر' بھی کہلاتا تھا۔ کشان سلطنت کے دور میں یہاں بدھ مت نے اپنے قدم جمائے۔ کشمیر اور ملحقہ علاقوں سے بڑی تعداد میں لوگ بلتستان میں آکر آباد ہوتے رہے اور ان میں سے کچھ نے یہاں اپنی حکومتیں بھی قائم کیں۔ تیرہویں صدی میں ابراہیم شاہ نے بلتستان میں مقپون سلطنت (Makpon Dynasty) کی بنیاد رکھی۔ کچھ تاریخ دان اسے کشمیری گردانتے ہیں، جب کہ کچھ اسے مصری بھی کہتے ہیں۔ اس نے ایک مقامی شہزادی سے شادی کر کے ایک نئی سلطنت کی بنیاد رکھی۔ پندرھویں صدی میں ایک مسلمان مبلغ میر شمس الدین عراقی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انہوں نے بلتستان میں اسلام کو فروغ دیا۔ کچھ تاریخ دان یہاں پہ اسلام کے پھیلاؤ کو مولائی فرقے کے نوربخشی سلسلہ کے بانی محمد نوربخش سے منسوب کرتے ہیں جو 1488ء میں بلتستان پہنچے تھے۔

سولہویں صدی عیسوی میں سکردو کے مقپون خاندان سے تعلق رکھنے والے راجہ علی شیر خان انچن (مغلیہ تاریخ میں انہیں علی رائے تبتی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔) نے بلتستان سے باہر نکل کر گلگت اور چترال کے بادشاہوں کو شکست دی اور اپنی سلطنت کو وسعت عطا کی۔ اس کے جانشین حکمرانوں نے آپس میں جنگ و جدل کر کے ایک مرتبہ پھر خود کو تقسیم کر لیا۔ یہاں تک کہ بلتستان پر مغلوں کا قبضہ ہو گیا۔ 1634ء میں شاہجہان نے لداخ، بلتستان اور کشتواڑ پہ قبضہ کر کے ان علاقوں کو کشمیر صوبہ کا حصہ بنا دیا۔ مغلوں کا دور 1753ء میں اختتام کو پہنچا اور پھر افغان حکمرانوں نے کشمیر پہ قبضہ کر لیا۔ مغلوں کے دور میں گلگت اور اس کے نواحی علاقوں کے علاوہ باقی جموں وکشمیر ریاست کا تمام علاقہ ان کے زیر نگیں آ گیا تھا۔ افغانیوں نے چھ دہائیوں تک کشمیر کی وادی پہ حکمرانی کی۔ ان کا دور ایک

ظالمانہ دور کے طور پر یاد رکھا جاتا ہے۔ کشمیر کے لوگوں نے بیر بل دھر کی قیادت میں رنجیت سنگھ کو دہائی بھیجی کہ انہیں افغانیوں سے نجات دلائی جائے۔ اس مقصد کیلئے انہوں نے رنجیت سنگھ کو جنگی اخراجات ادا کرنے کی بھی پیشکش کی۔ رنجیت سنگھ خود اپنی فوج کے ساتھ حملہ آور ہوا اور 15 جون 1819ء کو وادئ کشمیر پہ قابض ہو گیا۔

ابتدا میں رنجیت سنگھ کی حکومت سری نگر اور نواحی علاقوں تک محدود تھی۔ جموں کا علاقہ اس نے ڈوگرہ خاندان سے تعلق رکھنے والے اپنے وزیر گلاب سنگھ کو بطور جاگیر عطا کر دیا تھا۔ کچھ عرصے کے بعد رنجیت سنگھ نے اسکردو پہ قبضہ کرتے ہوئے وہاں کے راجہ کو اپنا تابعدار بنالیا۔ اس کے سری نگر کے گورنر شیر سنگھ نے دردستان میں استور اور کوہستان پہ قبضہ کر لیا۔ جموں میں اپنے قدم مضبوط کر کے گلاب سنگھ نے رنجیت سنگھ کی اجازت سے 1836ء میں لداخ پر قبضہ کر لیا۔ 1840ء میں رنجیت سنگھ کے اشارے پر گلاب سنگھ کے جنرل زور آور سنگھ نے بلتستان پہ قبضہ کر کے محمد شاہ کو بطور رنجیت سنگھ کا نمائندہ وہاں کا حاکم بنادیا۔ 1842ء میں رنجیت سنگھ کے کشمیر کے گورنر شیخ غلام محی الدین کی فوج کے کمانڈر ناتھ شاہ نے گلگت اور دردستان کے نواحی علاقوں پر قبضہ کر لیا۔

10 فروری 1846ء کو انگریزوں نے سکھوں کو شکست سے دوچار کر دیا جس کے نتیجے میں 9 مارچ 1846ء کو معاہدۂ لاہور پر دستخط ہوئے۔ اس معاہدے کے نتیجے میں سکھوں کو ستلج اور بیاس کے درمیان کا تمام علاقہ انگریزوں کے حوالے کرنا پڑا جبکہ انگریزوں نے جنگی اخراجات کی مد میں ایک کروڑ روپے طلب کئے۔ اس وقت کے کشمیر کے وزیر اعظم نے ایک کروڑ کے بدلے میں انگریزوں کو جموں وکشمیر اور ہزارہ سمیت اپنی عملداری کے تمام پہاڑی علاقے دینے کی پیشکش کی۔ اس موقع پر انگریزوں نے گلاب سنگھ کو پورے جموں وکشمیر کی آزاد حکومت کی پیشکش بہ عیوض 75 لاکھ روپے میں کی۔ جبکہ انگریزوں نے کانگڑا سمیت راوی اور بیاس کے درمیان کا علاقہ اپنے پاس رکھا۔ یوں 16 مارچ 1846ء کو معاہدۂ امرتسر کے نتیجے میں ریاست جموں وکشمیر وجود میں آئی۔ گلاب سنگھ کو انڈس اور راوی کے درمیان کے پہاڑی ونواحی علاقے جن میں جموں وکشمیر، لداخ، گلگت اور چمبا شامل تھے وہ مل گئے۔ کچھ علاقوں پر اس کا فوری کنٹرول ہو گیا اور جہاں جہاں مزاحمت ہوئی وہاں بعد کے ایام میں فوجی کاروائیوں کے ذریعہ اپنا قبضہ مکمل کیا گیا۔ تاہم ہزارہ کے علاقے میں ہونے والی مزاحمت کی وجہ سے ریاست جموں وکشمیر اور لاہور دربار کے درمیان ایک اور معاہدہ 1847ء میں طئے پایا۔ جہلم کے مغربی حصے کے زیادہ تر پہاڑی علاقے بشمول ہزارہ لاہور دربار کو منتقل ہو گئے۔ جہلم اور مظفر آباد کا درمیانی علاقہ ریاست جموں وکشمیر کا مغربی بارڈر بن کے سامنے آیا۔

ریاست کی دوسری حدود کا ایک مختصر سا جائزہ کچھ اس طرح سے ہے۔

1846 اور 1847ء میں مشرقی حدود کی نشاندہی کرنے کے لئے دو کمیشن مقرر کیے گئے تھے۔ انہوں نے سب سے پہلے، جنوب میں برطانوی علاقے (موجودہ لاہول اور اسپیٹی کے اضلاع) اور شمال میں کشمیر کے علاقے لداخ کے مابین سرحد کا تعین کرنا تھا۔ اس کے بعد لداخ کے مغرب اور چینی تبت کے مشرق کے درمیان ایک باؤنڈری کھینچنی تھی۔ بنائے گئے دونوں کمیشن میں سے ایک نے مئی 1847ء میں اپنی رپورٹ پیش کی، اس رپورٹ کے ساتھ ایک وضاحتی میمورنڈم اور ایک نقشے کا خاکہ بھی موجود تھا، جس میں مہاراجہ گلاب سنگھ اور برطانوی ہند کے علاقوں کے درمیان کمشنر کی جانب سے حدود کا تعین کیا گیا تھا۔ لداخ وتبت کی حدود کے حوالے سے، کشمیر میں امام الدین کی بغاوت کی وجہ سے کمشنر تبت کی سرحد تک نہیں پہنچ سکے۔ تاہم کمیشن کے ایک رکن مسٹر وانز ایگنیو نے ایک میمورنڈم لکھا جس میں اس نے نشاندہی کی کہ دونوں خطوں کے درمیان فطرت نے ایک لکیر کھینچی ہوئی ہے جسے سوائے دو بلندیوں کے روایتی طور پر بھی تسلیم کیا جاتا ہے۔ دوسرے کمیشن کی تقرری کے موقع پر چینی اور کشمیر کے عہدیداروں کے تعاون کو یقینی بنانے کے لئے اقدامات کیے گئے۔ لیکن کوئی چینی مندوب پیش نہیں ہوا اور سرحد کی حد بندی ترک کر دی گئی۔ یہی وجہ ہے کہ ریاست کشمیر کی شمال کے ساتھ ساتھ مشرقی حدود کا تعین ابھی تک نہیں ہوا ہے۔

شمال مغرب میں، ہنزہ سے جنوب کی طرف یاسین، داریل، تنگیر، اور چلاس سے کاغان تک، سرحد کی باضابطہ طور پر کوئی حدبندی نہیں کی گئی ہے۔ جنوب میں برطانوی کشمیری حدود کا واحد علاقہ جس کی باقاعدہ نشاندہی کی گئی ہے وہی ہے جو دریائے جہلم اور راوی کے درمیان ایک مقام سے دھدیال سے اوپر مادھوپور تک واقع ہے۔ اس کا تعین کیپٹن ایبٹ نے لاہور اور کشمیر درباروں کے کمشنرز کی مدد سے کیا تھا۔ لیکن ہزارہ کے علاقے کے تبادلہ نے جہلم اور چناب کے درمیان سرحد پر کیپٹن ایبٹ کے فیصلوں کو متاثر کیا، کیوں کہ اس سے کشمیر کو کاٹھوا اور سچیت گڑھ کے علاقے بشمول مناور کے کچھ حصوں کے ساتھ مل گئے جسے کیپٹن ایبٹ نے لاہور میں شامل کر دیا تھا۔ چمبا کے معاملے میں بھی تنازعہ سامنے آیا اور کرنل لارنس نے اس تنازعہ کو حل کیا۔ اس نے چمبا کی آزاد حیثیت کو بحال کرتے ہوئے بدراوار، لکھن پور اور چاند گراؤں مہاراجہ کی ریاست کو دے دیئے۔

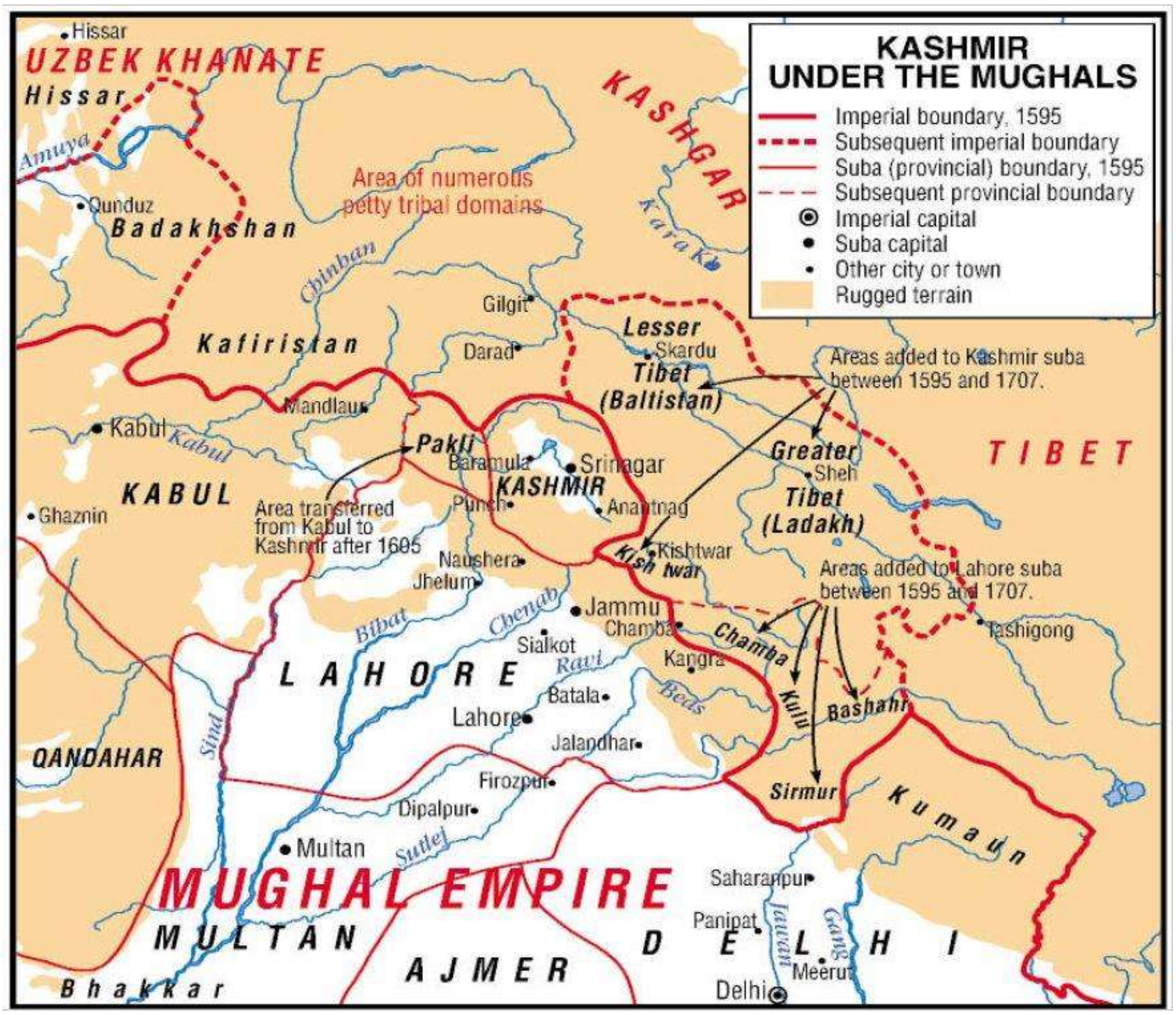

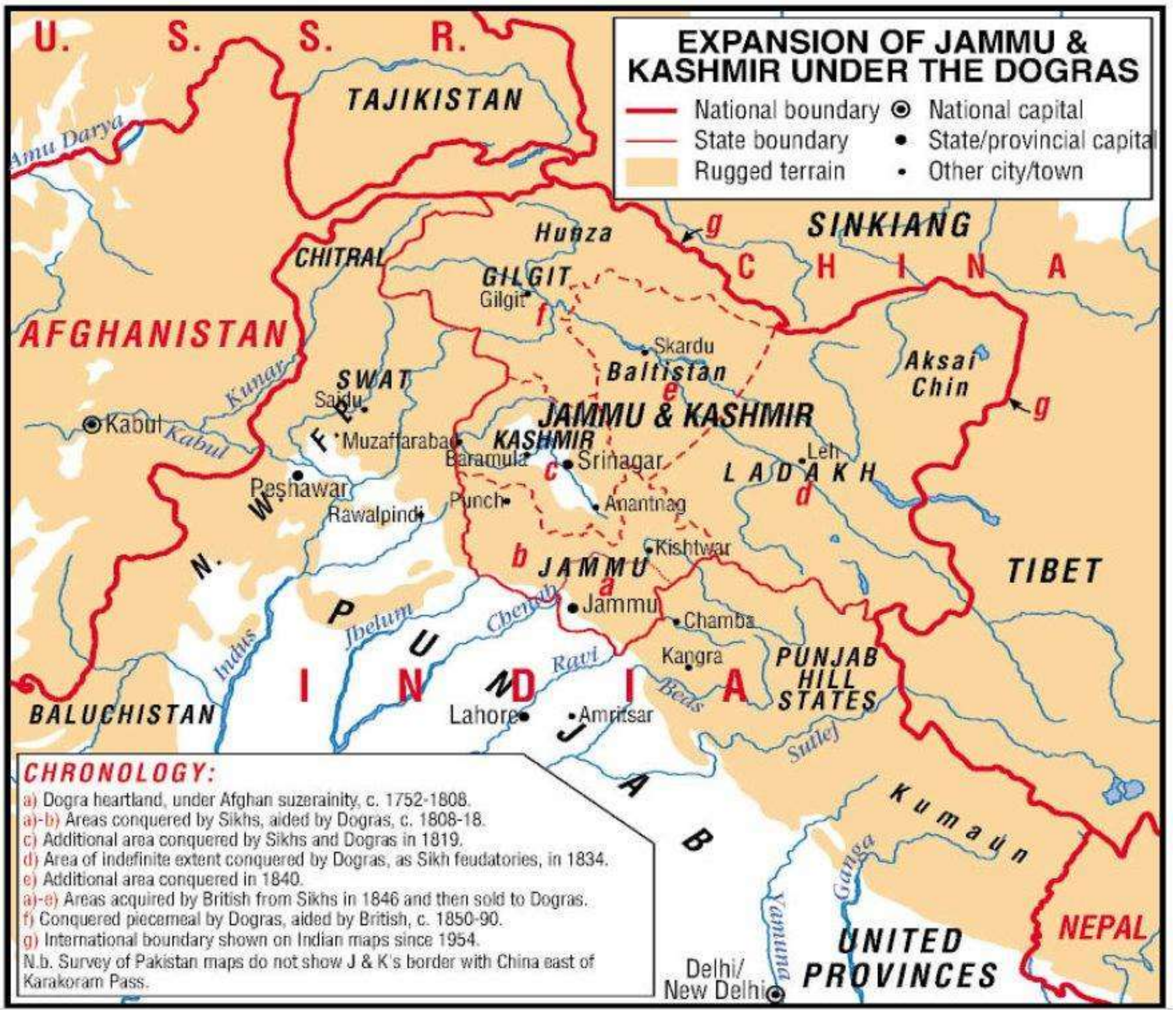
EXPANSION OF JAMMU & KASHMIR UNDER THE DOGRAS
National boundary
State boundary
Rugged terrain
National capital
State/provincial capital
Other city/town
U. S. S. R.
TAJIKISTAN
Amu Darya
SINKIANG
CHINA
Hunza
CHITRAL
GILGIT
Gilgit
AFGHANISTAN
Skardu
Baltistan
Aksai Chin
SWAT
Saidu
Kunar
Kabul
JAMMU & KASHMIR
KASHMIR
Muzaffarabad
Baramula
Srinagar
Leh
LADAKH
Peshawar
Rawalpindi
Punch
Anantnag
N.W.F.P.
Kishtwar
JAMMU
TIBET
Jammu
Chamba
Jhelum
Chenab
Indus
Ravi
Kangra
PUNJAB HILL STATES
INDIA
PUNJAB
Beas
BALUCHISTAN
Lahore
Amritsar
Sutlej
Kumaun
Ganga
Yamuna
UNITED PROVINCES
NEPAL
Delhi/ New Delhi
CHRONOLOGY:
a) Dogra heartland, under Afghan suzerainity, c. 1752-1808.
a)-b) Areas conquered by Sikhs, aided by Dogras, c. 1808-18.
c) Additional area conquered by Sikhs and Dogras in 1819.
d) Area of indefinite extent conquered by Dogras, as Sikh feudatories, in 1834.
e) Additional area conquered in 1840.
a)-e) Areas acquired by British from Sikhs in 1846 and then sold to Dogras.
f) Conquered piecemeal by Dogras, aided by British, c. 1850-90.
g) International boundary shown on Indian maps since 1954.
N.b. Survey of Pakistan maps do not show J & K's border with China east of Karakoram Pass.

Map. 2. Stages in the creation of the State of Jammu and Kashmir.

A HANDBOOK JAMMU AND KASHMIR STATE 1947

1

JAMMU AND KASHMIR STATE.

PHYSICAL & POLITICAL GEOGRAPHY.

Area.—The total area of Jammu and Kashmir State is 84,471 square miles. It lies between 32°-17′ and 36°-58′ North Latitude and 73°-26′ and 80°-30′ East Longitude and is the largest State in India. It is larger than Hyderabad, about as large as Mysore, Bikaner, Gwalior and Baroda put together, and two-thirds the size of the whole of the Bombay Presidency.

Boundaries.—On the north, it is bounded by Chinese and Russian Turkistan, on the east by Chinese Tibet, on the south by the Punjab and on the west by the North-Western Frontier Province. The territories of three powers, *viz.*, Britain, China and Russia, and of the independent kingdom of Afghanistan meet on the northern borders of the State.

Physical features.—In addition to a small strip of land along the borders of Jammu, which is a continuation of the great plain of the Punjab, and a bleak tract adjoining the Karakorum Mountains, the territories of His Highness the Maharaja Bahadur of Jammu and Kashmir include valleys formed by the Chenab and the Jhelum and the middle reaches of the Indus.

Geographical divisions.—The generally accepted geographical divisions of the territories are as follows:—

1. The Sub-montane and Semi-mountainous Tract, consisting of the plain contiguous to the Punjab and broken *kandi* country skirting the Himalayan ranges. The rivers Ravi, Chenab and Jhelum and several perennial streams flow through the southern plain area, which borders upon several Punjab districts. Rice, wheat, maize and other crops are grown in this area. Canals drawn from the big rivers and small village streams are the main sources of irrigation. The northern portion of the region called

2

kandi has an altitude of 2,000 feet or less. Its soil is stony and sandy and cultivation depends mainly on seasonal rainfall. The area of this division is 2,609 square miles. The population at the census of 1941 was 8,14,028.

2. The Outer Hills, consisting of the comparatively low hills to the south of the mountain ranges. This division comprises the whole area covered by the ranges of low hills to the south of the Pir Panjal mountains, which divide the two provinces of Jammu and Kashmir, one from the other. The altitude of the greater part of this belt varies from 2,000 to 4,000 feet, though the hills in Bhadarwah reach heights of over 5,000 feet. On the lower levels, and stretched between the hills, are patches of cultivated lands or stunted forests. The higher elevations are covered with pine and *deodar* forests. The cultivation is greatly helped by the proximity of the Pir Panjal mountains, whose tremendous altitude causes the moisture-bearing winds to deposit most of their aqueous vapours in this part of the country. Rice and wheat are grown in some parts, while maize is the staple food. The area of this division is 9,769 square miles; the population at the census of 1941 was 11,67,405.

3. The Jhelum Valley, consisting of the valleys that drain into the Jhelum and the Kishanganga rivers. The mountains enclosing this tract have an average altitude of 12,000 feet. Many of the peaks rise above 14,000 feet. Water for irrigation is supplied by the perennial streams which have their sources in the surrounding snow-clad mountains. The Jhelum valley situated at over 5,000 feet above the sea level, and the beautiful lateral valleys of the Sindh and the Liddar, (the three together forming the famous Kashmir Valley) and the hilly tract of Muzaffarabad are included in this division. The Kashmir valley is fertile and yields abundant harvests of rice. Fruits of various kinds are produced. Wheat and maize are grown. In Muzaffarabad district, agriculture is precarious and the cultivated area is small. The area of the division is 8,539 square miles; the population at the census of 1941 was 17,28,705.

4. The Tibetan and Semi-Tibetan Tract, consisting of the middle reaches of the Indus. The river has its source in Lake Manasarovar in Tibet and traverses the whole of the division running from south-east up to the

A HANDBOOK JAMMU AND KASHMIR STATE 1947

3

bend round Nanga Parbat, where it assumes a south-westerly course. The mountains in the north stretch up to the Pamirs, and reach gr at heights ; one of the peaks, Mt. Godwin Austin, 28,250 feet above the sea level, is the second highest peak in the world. The Himalayan ranges north and south of the Indus have been described as the "Sportsman's Paradise," where ibex, *markhor*, and ovis ammon, besides other big game, are met with. A number of mountaineering expeditions have been to these regions for exploration. Except in Gilgit, the ranges in this division vary from 17,000 feet to 22,000 feet. The cultivable area in the Ladakh district is very small and the rainfall deficient and agriculture is carried on by artificial irrigation. *Grim* (a kind of wheat) is the chief crop and is grown even at a height of 15,000 feet. The small tract of Gilgit enjoys good climate and cultivation, and produces wheat and other crops and fruits. The area of the whole division is 63,554 square miles. The population is very sparse – the density at the census of 1941 was 5 persons to a square mile and the total population 3,11,478.

The first two of these divisions form the province of Jammu, the third is Kashmir proper, while the fourth comprises the district of Gilgit and the frontier *illaqas* of Skardu, Ladakh and Kargil.

ریاست جموں وکشمیر کے بانی گلاب سنگھ کا تعلق راجہ دھر و دیو کی نسل سے تھا جو 1703ء سے 1733ء تک جموں کا حکمران تھا۔ اس کی تیسری نسل میں کشور سنگھ کے تین بیٹے 'ڈوگرہ برادرز' یا 'ڈوگرہ تکون' کی حیثیت سے مشہور ہوئے۔ گلاب سنگھ، دھیان سنگھ اور سچیت سنگھ نامی یہ تین بھائی وادئ کشمیر کی سیاسی و عسکری تاریخ میں انمٹ نقوش چھوڑ گئے۔ ابتدا میں گلاب سنگھ اور دھیان سنگھ قسمت آزمائی کیلئے رنجیت سنگھ کے دربار میں پہنچے اور بعد ازاں تیسرا بھائی سچیت سنگھ بھی رنجیت سنگھ کے دربار میں ملازمت کیلئے پہنچ گیا۔۔ دھیان سنگھ انتظامی نوعیت کے عہدوں پر کام کرتے ہوئے ترقی پاتا گیا اور ایک اہم عہدہ "ڈیوڑھی والا" بمعنی چیف ڈور کیپر یا "Lord Chamberlain" کا حاصل کر لیا اور اپنی قابلیت کے بل بوتے پر وزارت کے عہدے تک پہنچ گیا۔ گلاب سنگھ 1809ء میں رنجیت سنگھ کی فوج میں شامل ہوا۔ اس نے ابتدائی عمر میں ہی اپنے دادا زور آور سنگھ سے عسکری تربیت حاصل کی تھی۔ اپنی صلاحیتوں کے باعث وہ جلد ہی خود مختار دستے کا کمانڈر بن گیا۔ اس نے کشمیر، جالندھر، ملتان اور کشتواڑ کے علاوہ دیگر لڑائیوں میں بھی اپنے جوہر کا بھرپور مظاہرہ کیا۔ ایک اہم پہاڑی لڑائی میں اس نے کمال مہارت کا مظاہرہ کرتے ہوئے راجوری کے راجہ 'اگر خان' کو زیر کر کے قیدی بنالیا۔ گلاب سنگھ اور اس کے بھائیوں کی خدمات کے عوض 1820ء میں رنجیت سنگھ نے ایک معاہدہ کرتے ہوئے ان کے خاندان کو جموں، پٹی بھوٹی، چانکنی، سماٹرا، بندرالتا اور کشتواڑ کی جاگیریں عطا کر دی۔ دو برس بعد کشور سنگھ کا انتقال ہو گیا۔ 17 جون 1822ء کو رنجیت سنگھ نے ایک خصوصی تقریب منعقد کرتے ہوئے، اپنے ہاتھوں سے تلک لگا کے گلاب سنگھ کو جموں و نواحی علاقوں کا راجہ بنا دیا۔ گلاب سنگھ سے کئے ہوئے معاہدے ہی کے تحت اس کے سب سے چھوٹے بھائی سچیت سنگھ کو رام نگر۔ بندرالتا کا راجہ بنایا گیا۔ گلاب سنگھ کے دوسرے بھائی دھیان سنگھ کو 1827ء میں بھمبر، چبال اور پونچھ کی جاگیریں عطا کی گئیں۔ یوں ڈوگرہ تکون کا ہر فرد راجہ بننے میں کامیاب ہو گیا۔

مہاراجہ رنجیت سنگھ

مہاراجہ گلاب سنگھ

گلاب سنگھ کی مشہور سوانح 'گلاب نامہ' میں یہ تاثر دیا گیا ہے کہ رنجیت سنگھ نے جموں کی جاگیر گلاب سنگھ کو انفرادی حیثیت میں عطا کی تھی۔ تاہم نیشنل آرکائیو پٹیالہ کے ریکارڈ کے مطابق 'سند قبولیت' یا "acceptance deed" سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ جاگیریں کشور سنگھ اور اس کے تینوں بیٹوں گلاب سنگھ، دھیان سنگھ اور سچیت سنگھ کو مشترکہ طور پر عطا کی گئی تھیں۔ کشور سنگھ کو راجہ اور گلاب سنگھ کو انتظامی معاملات کی سربراہی دی گئی تھی۔

A copy of the sanad that Maharajah Ranjit Singh granted to Gulab Singh is as under:

"On this auspicious occasion, with extreme joy and with heartfelt love, I grant to Rajah
Gulab Singh, in recognition of his conscientious and loyal service, the government of the Chakla of Jammu, which from time immemorial has been in the possession of his family. He and his brothers, Dhyan Singh and Suchet Singh, appeared in my Court at a very early age and loyally and devotedly served me and the State. Their ancestors also served faithfully for a long time under my father Mahan Singh Ji of happy memory. They spared no pains to render their services to me promptly and submissively and to give me satisfaction. They have always been found faithful to me and loyal to the State. They have shed their blood freely in many campaigns such as the conquest of Kashmir, the reduction of Multan, die punishment of the rebels, the suppression of rebellion on the frontier and the fight with the forces of Kabul. In consideration of these and other services I grant the government of the Chakla of Jammu to Rajah Gulab Singh and his descendants, and I myself mark the forehead of this loyal and devoted servant of mine with the emblem of sovereignty. With great pleasure I also grant Rajah Suchet Singh the government of Ramnagar to be his own and his descendants' as a reward for the great services he has rendered to me. He and his descendants may dispose of its income on their own account provided that the Rajahs be as loyal to the State henceforward as they have been till now, that they receive our descendants with no less honour and submission and that their descendants be as loyal to us and our descendants. In witness of this I grant this Purwana of mine with my own hands together with a bunch of saffron."

Dated 4th Ashad, 1879 (Vikram). / June 17, 1822 A.D.

جموں کا راجہ بننے کے بعد گلاب سنگھ نے اپنی فتوحات کا دائرہ وسیع کرتے ہوئے شمال کے پہاڑی علاقوں کو اپنا نشانہ بنایا۔ کشتواڑ پہ اپنا قبضہ مستحکم کر کے اس نے زنسکار، پدر، پریگ، لداخ، بلتستان اور گلگت کے کچھ علاقوں کو قبضے میں لے لیا۔ 1846ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے ہاتھوں لاہور کی سکھ حکومت کو شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ 9 مارچ 1846ء کو معاہدہ لاہور طئے پایا۔ معاہدے کی شق نمبر 2 کے تحت سکھ حکومت نے ستلج کے جنوب کے تمام علاقے، اور معاہدے کی شق نمبر 3 کے تحت بیاس اور ستلج کے درمیان دوآب کے میدانی و پہاڑی علاقے کمپنی کے حوالے کر دئے۔ معاہدے کی شق نمبر 4 کے تحت سکھوں کو ڈیڑھ کروڑ روپے جنگی اخراجات کے جرمانہ کے طور پر ادا کرنے تھے۔ انہوں نے 50 لاکھ کی ادائیگی پر آمادگی ظاہر کی جبکہ 1 کروڑ روپے کے عیوض کمپنی کو کشمیر اور ہزارہ سمیت بیاس اور انڈس کے درمیان کے تمام پہاڑی علاقے حوالے کرنے کی پیشکش کی۔

1

APPENDIX XXXIV.

FIRST TREATY WITH LAHORE OF 1846.

Treaty between the British Government and the State of Lahore, concluded at Lahore, on March 9th, 1846.

WHEREAS the treaty of amity and concord, which was concluded between the British Government and the late Muharaja Runjeet Singh, the ruler of Lahore, in 1809, was broken by the unprovoked aggression on the British provinces of the Sikh army, in December last: And whereas, on that occasion, by the proclamation dated the 13th of December, the territories then in the occupation of the Muharaja of Lahore, on the left or British bank of the river Sutlej, were confiscated and annexed to the British provinces; and, since that time, hostile operations have been prosecuted by the two Governments, the one against the other, which have resulted in the occupation of Lahore by the British troops: And whereas it has been determined that, upon certain conditions, peace shall be re-established between the two Governments, the following treaty of peace between the Honorable English East India Company, and Muharaja Dhuleep Singh Bahadoor, and his children, heirs, and successors, has been concluded, on the part of the Honorable Company, by Frederick Currie, Esq., and Brevet Major Henry Montgomery Lawrence, by virtue of full powers to that effect vested in them by the Right Honorable Sir Henry Hardinge, G. C. B., one of Her Britannic Majesty's most Honorable Privy Council, Governor General, appointed by the Honorable Company to direct and control all their affairs in the East Indies; and, on the part of his Highness the Muharaja Dhuleep Singh, by Bhaee Ram Singh, Raja Lal Singh, Sirdar Tej Singh, Sirdar Chutter Singh Attareewalla, Sirdar Runjore Singh Mujeetheea, Dewan Deena Nath, and Fakeer Noor-ood-deen, vested with full powers and authority on the part of his Highness.

2

Article 1.—There shall be perpetual peace and friendship between the British Government, on the one part, and Muharaja Dhuleep Singh, his heirs and successors, on the other.

Article 2.—The Muharaja of Lahore renounces for himself, his heirs and successors, all claim to, or connection with, the territories lying to the south of the river Sutlej, and engages never to have any concern with those territories, or the inhabitants thereof.

Article 3.—The Muharaja cedes to the Honorable Company, in perpetual sovereignty, all his forts, territories, and rights, in the Dooab, or country, hill and plain, situate between the rivers Beas and Sutlej.

Article 4.—The British Government having demanded from the Lahore State, as indemnification for the expenses of the war, in addition to the cession of territory described in Article 3, payment of one and a half crores of rupees; and the Lahore Government being unable to pay the whole of this sum at this time, or to give security satisfactory to the British Government for its eventual payment; the Muharaja cedes to the Honorable Company, in perpetual sovereignty, as equivalent for one crore of rupees, all his forts, territories, rights, and interests, in the hill countries which are situate between the rivers Beas and Indus, including the provinces of Cashmere and Hazarah.

Article 5.—The Muharaja will pay to the British Government the sum of fifty lacs of rupees, on or before the ratification of this treaty.

Article 6.—The Muharaja engages to disband the mutinous troops of the Lahore army, taking from them their arms; and his Highness agrees to reorganize the regular, or Aieen, regiments of infantry, upon the system, and according to the regulations as to pay and allowances, observed in the time of the late Muharaja Runjeet Singh. The Muharaja further engages to pay up all arrears to the soldiers that are discharged under the provisions of this article.

Article 7.—The regular army of the Lahore State shall henceforth be limited to 25 battalions of infantry, consisting of 800 bayonets each, with 12,000 cavalry: this number at no time to be exceeded without the concurrence of the British

Government. Should it be necessary at any time, for any special cause, that this force should be increased, the cause shall be fully explained to the British Government; and, when the special necessity shall have passed, the regular troops shall be again reduced to the standard specified in the former clause of this article. (3)

Article 8.—The Muharaja will surrender to the British Government all the guns, thirty-six in number, which have been pointed against the British troops, and which, having been placed on the right bank of the river Sutlej, were not captured at the battle of Sobraon.

Article 9.—The control of the rivers Beas and Sutlej, with the continuations of the latter river, commonly called the Garrah and Punjnud, to the confluence of the Indus at Mithenkot, and the control of the Indus from Mithenkot to the borders of Beloochistan, shall, in respect to tolls and ferries, rest with the British Government. The provisions of this article shall not interfere with the passage of boats belonging to the Lahore Government on the said rivers, for the purposes of traffic, or the conveyance of passengers up and down their course. Regarding the ferries between the two countries respectively, at the several ghats of the said rivers, it is agreed that the British Government, after defraying all the expenses of management and establishments, shall account to the Lahore Government for one half of the net profits of the ferry collections. The provisions of this article have no reference to the ferries on that part of the river Sutlej which forms the boundary of Bahâwulpore and Lahore respectively.

Article 10.—If the British Government should, at any time, desire to pass troops through the territories of his Highness the Muharaja for the protection of the British territories, or those of their allies, the British troops shall, on such special occasions, due notice being given, be allowed to pass through the Lahore territories. In such case, the officers of the Lahore State will afford facilities in providing supplies and boats for the passage of rivers; and the British Government will pay the full price of all such provisions and boats,

4

and will make fair compensation for all private property that may be endamaged. The British Government will moreover observe all due consideration to the religious feelings of the inhabitants of those tracts through which the army may pass.

Article 11. — The Muharaja engages never to take, or retain, in his service, any British subject, nor the subject of any European or American State, without the consent of the British Government.

Article 12. — In consideration of the services rendered by Raja Golab Singh of Jummoo to the Lahore State, towards procuring the restoration of the relations of amity between the Lahore and British Governments, the Muharaja hereby agrees to recognize the independent sovereignty of Raja Golab Singh, in such territories and districts in the hills as may be made over to the said Raja Golab Singh by separate agreement between himself and the British Government, with the dependencies thereof, which may have been in the Raja's possession since the time of the late Muharaja Kurruk Singh: and the British Government, in consideration of the good conduct of Raja Golab Singh, also agrees to recognize his independence in such territories, and to admit him to the privileges of a separate treaty with the British Government.

Article 13. — In the event of any dispute or difference arising between the Lahore State and Raja Golab Singh, the same shall be referred to the arbitration of the British Government; and by its decision the Muharaja engages to abide.

Article 14.—The limits of the Lahore territories shall not be, at any time, changed, without the concurrence of the British Government.

Article 15. — The British Government will not exercise any interference in the internal administration of the Lahore State; but in all cases or questions which may be referred to the British Government, the Governor General will give the aid of his advice and good offices for the furtherance of the interests of the Lahore Government.

5

Article 16. — The subjects of either State shall, on visiting the territories of the other, be on the footing of the subjects of the most favored nation.

This treaty, consisting of sixteen articles, has been this day settled by Frederick Currie, Esq., and Brevet Major Henry Montgomery Lawrence, acting under the directions of the Right Honorable Sir Henry Hardinge, G. C. B., Governor General, on the part of the British Government; and by Bhaee Ram Singh, Raja Lal Singh, Sirdar Tej Singh, Sirdar Chutter Singh Attareewalla, Sirdar Runjore Singh Mujeetheea, Dewan Deena Nath, and Fakeer Noor-ood-deen, on the part of the Muharaja Dhuleep Singh; and the said treaty has been this day ratified by the seal of the Right Honorable Sir Henry Hardinge, G. C. B., Governor General, and by that of his Highness Muharaja Dhuleep Singh.

Done at Lahore, this 9th day of March, in the year of our Lord 1846, corresponding with the 10th day of Rubbee-ool-awul, 1262, Hijree, and ratified on the same day.

SUPPLEMENTARY ARTICLES TO FIRST TREATY WITH LAHORE OF 1846.

Articles of Agreement concluded between the British Government and the Lahore Durbar, on the 11th of March, 1846.

WHEREAS the Lahore Government has solicited the Governor General to leave a British force at Lahore, for the protection of the Muharaja's person and of the capital, till the reorganization of the Lahore army, according to the provisions of article 6 of the treaty of Lahore, dated the 9th instant: And whereas the Governor General has, on certain conditions, consented to the measure: And whereas it is expedient that certain matters concerning the territories ceded by articles 3 and 4 of the aforesaid treaty should be specifically determined; the following eight articles of agreement have this day been concluded between the afore-mentioned contracting parties.

6

Article 1. — The British Government shall leave at Lahore, till the close of the current year, A. D. 1846, such force as shall seem to the Governor General adequate for the purpose of protecting the person of the Muharaja, and the inhabitants of the city of Lahore, during the reorganization of the Sikh army, in accordance with the provisions of article 6 of the treaty of Lahore; that force to be withdrawn at any convenient time before the expiration of the year, if the object to be fulfilled shall, in the opinion of the Durbar, have been obtained; but the force shall not be detained at Lahore beyond the expiration of the current year.

Article 2. — The Lahore Government agrees that the force left at Lahore, for the purpose specified in the foregoing article, shall be placed in full possession of the fort and the city of Lahore, and that the Lahore troops shall be removed from within the city. The Lahore Government engages to furnish convenient quarters for the officers and men of the said force, and to pay to the British Government all the extra expences, in regard to the said force, which may be incurred by the British Government, in consequence of their troops being employed away from their own cantonments, and in a foreign territory.

Article 3. — The Lahore Government engages to apply itself immediately and earnestly to the reorganization of its army, according to the prescribed conditions, and to communicate fully with the British authorities left at Lahore, as to the progress of such reorganization, and as to the location of the troops.

Article 4. — If the Lahore Government fails in the performance of the conditions of the foregoing article, the British Government shall be at liberty to withdraw the force from Lahore, at any time before the expiration of the period specified in article 1.

Article 5. — The British Government agrees to respect the *bonâ fide* rights of those Jagheerdars within the territories ceded by articles 3 and 4 of the treaty of Lahore, dated 9th instant, who were attached to the families of the late Muharaja Runjeet Singh, Kurruk Singh, and Shere Singh; and the British Government will maintain those Jagheerdars in their *bonâ fide* possessions, during their lives.

Article 6.— The Lahore Government shall receive the assistance of the British local authorities in recovering the arrears of revenue justly due to the Lahore Government from their Kardars and managers in the territories ceded by the

7

provisions of articles 3 and 4 of the treaty of Lahore, to the close of the Khureef harvest of the current year, viz. 1902, of the Sumbut Bikramajeet.

Article 7. — The Lahore Government shall be at liberty to remove from the forts in the territories specified in the foregoing article, all treasure and state property, with the exception of guns. Should, however, the British Government desire to retain any part of the said property, they shall be at liberty to do so, paying for the same at a fair valuation; and the British officers shall give their assistance to the Lahore Government, in disposing on the spot of such part of the aforesaid property as the Lahore Government may not wish to remove, and the British officers may not desire to retain.

Article 8. — Commissioners shall be immediately appointed by the two Governments, to settle and lay down the boundary between the two States, as defined by article 4 of the treaty of Lahore, dated March 9th, 1846.

معاہدۂ لاہور کے فوراً بعد ہی گلاب سنگھ کا کردار سامنے آتا ہے جسے سکھ دربار نے 27 جنوری 1846ء کو اپنا وزیرِ اعظم منتخب کرلیا تھا۔ گلاب سنگھ کمپنی کے ساتھ معاہدے کی موجودگی میں لڑائی کے خلاف تھا اور اس نے سکھ دربار کو اس جنگ سے باز رکھنے کی کوشش کی تھی۔ اس نے سکھ دربار کو لکھا تھا،

”برطانوی حکام نے معاہدے کے خلاف عمل نہیں کیا ہے۔ نہ ہی انہوں نے اپنا عہد توڑا ہے۔ اس لئے بغیر کسی وجہ کے ان سے لڑنا غلط ہے۔ اگرچہ آپ نے میرے بھائیوں اور ان کے بیٹوں کو بلاوجہ قتل کیا، جو رخصت ہونے والے حاکم کی وفادار رعایا اور قابلِ اعتماد خادم تھے، مجھے بھی موجودہ حکمران سے وفاداری کا احساس ہے۔ آپ اپنی عملداری میں ان کے نام پر جیسا مناسب سمجھیں وہ کریں، میں آپ کے حق پر سوال نہیں اٹھا سکتا۔ لیکن انگریزوں کے معاملات میں مداخلت نہ کریں۔“

وہ انگریزوں سے بھی رابطہ میں تھا۔ جب گلاب سنگھ اپنی فوج کے ساتھ لاہور پہنچا تو انگریز بھی محتاط ہو گئے تھے۔ اس نے گورنر جنرل کے پولیٹیکل ایجنٹ سر ہنری لارنس کو جو خطوط بھیجے تھے اس میں سے 11 اور 13 فروری 1846ء کو موصول ہونے والے جوابات تاریخ کی کتابوں میں محفوظ ہیں۔ سر ہنری لارنس نے 11 فروری کے مکتوب میں لاہور دربار کی جانب سے چھیڑی جانے والی لڑائی کا گلہ کیا۔ اس نے کہا کہ برطانوی حکومت ابھی بھی لاہور دربار سے رواداری کا مظاہرہ کر رہی ہے مگر جو کچھ ہو رہا ہے حکومتِ برطانیہ اس پر خوش نہیں ہے اور ماضی کے واقعات کو سامنے رکھتے ہوئے باغیوں کو سزا دینا ضروری سمجھتی ہے۔ اس نے

گلاب سنگھ کے خطوط پر اس کا شکریہ ادا کیا اور امید ظاہر کی کہ وہ آئندہ بھی دوستانہ تعلقات برقرار رکھتے ہوئے خطوط کا سلسلہ جاری رکھے گا۔
اس خط کے فوراً بعد اس نے 13 فروری کو گلاب سنگھ کو ایک اور خط میں ذاتی ملاقات کیلئے کہا اور لکھا کہ وہ اس سے اس کے فائدے کی بات کرنا چاہتا ہے۔

سکھوں اور انگریزوں کو معاہدے کیلئے تیار کرنے اور جنگ بندی کیلئے انگریزوں کی یک طرفہ شرائط کو نرم کروانے میں میں گلاب سنگھ نے بنیادی کردار ادا کیا تھا اور گلاب سنگھ پر انگریزوں کا اعتماد قائم ہو چکا تھا۔ معاہدۂ لاہور کی شق نمبر 12 دراصل اس معاہدے کی بنیاد بنا جو اس معاہدے کے سات روز کے بعد ایسٹ انڈیا کمپنی اور گلاب سنگھ کے درمیان طئے پایا اور جسے معاہدۂ امرتسر کا نام دیا گیا۔ یہ تمام دستاویزات اس نعرے کو متنازعہ بناتی ہیں کہ ہیں کہ ”انگریزوں نے کشمیر کا سودا کرتے ہوئے گلاب سنگھ کو کشمیر فروخت کیا تھا"۔ بعض مؤرخین کے نزدیک یہ ایک سیاسی نعرہ تھا جسے شیخ عبداللہ اور دیگر قائدین نے جذبات بھڑکانے اور سیاسی فائدے کیلئے استعمال کیا۔ درحقیقت یہ سکھ دربار سے ڈوگرہ خاندان کو اقتدار کی منتقلی کا ایک عمل تھا جو سکھوں کے جرمانہ ادانہ کرنے کی حیثیت کے باعث عمل میں آیا۔
معاہدۂ لاہور کی شق نمبر 12 میں لاہور دربار نے گلاب سنگھ کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے اس بات پہ آمادگی کا اظہار کیا کہ وہ تمام پہاڑی اضلاع جو مہاراجہ کھڑک سنگھ کے زمانے سے راجہ پہ انحصار کرتے تھے اور ان کے قبضے میں تھے، وہاں پر گلاب سنگھ، برطانوی حکومت سے جو اس کے اچھے طرزِ عمل کو تسلیم کرتی ہے اور وہاں اس کی آزادی کو تسلیم کرنے کو آمادہ ہے، ان سے علیحدہ معاہدہ کرکے، اپنی آزادانہ اور خود مختار حکومت قائم کر سکتا ہے۔ لہٰذا یہ بات بھی حقیقت ہے کہ 16 مارچ 1846ء کے معاہدۂ امرتسر کو معاہدۂ لاہور کا تسلسل ماننا چاہیئے۔ یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں کہ 9 مارچ 1846ء کے معاہدے میں گلاب سنگھ کا ٹائٹل راجہ کا تھا اور 16 مارچ 1846ء کے معاہدۂ امرتسر میں گلاب سنگھ کا ٹائٹل مہاراجہ کا ہو چکا تھا۔ لارڈ ہارڈنگ نے لارڈ ایلن برو کے نام اپنے مکتوب میں اقتدار گلاب سنگھ کے حوالے کرنے کی تفصیلی وجوہات درج کی ہیں۔

معاہدۂ لاہور کا آرٹیکل 12 کیا ہے؟

”جموں کے راجہ گلاب سنگھ کی ان خدمات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے، جو اس نے لاہور دربار کیلئے انجام دیں، جس سے لاہور دربار اور برطانوی حکومت کے درمیان میل جول بحال ہوا، مہاراجہ اس بات کیلئے راضی ہیں کہ اس کے اور برطانوی حکومت کے درمیان ایک علیحدہ معاہدہ انجام پذیر ہو، جس پہ انحصار کرتے ہوئے، گلاب سنگھ کو ان پہاڑی علاقوں اور اضلاع کا آزاد اور خود مختار راجہ بنا دیا جائے، جو آنجہانی کھڑک سنگھ کے زمانے سے راجہ کے زیرِ اقتدار تھے۔ برطانوی حکومت بھی راجہ گلاب سنگھ کے اچھے طرزِ عمل کو مدِ نظر رکھتے ہوئے، ان علاقوں میں اس کی آزادی کو تسلیم کرتی ہے، اور اسے برطانوی حکومت سے علیحدہ معاہدے کی مراعات سے نوازتی ہے۔“

The Founding of the Kashmir State by K. M. PANIKKAR

The view that Kashmir was sold for a paltry sum by a Government whose main interest was to fill its coffers is a travesty of facts and a misreading of history.

The following letter written by Lord Hardinge to Lord Ellenborough in justification of his action gives in detail the considerations that led the Governor-General to conclude the Treaty of Amritsar. Lord Hardinge writes:

Gulab Singh was never Minister of Lahore for the administration of its affairs. Early in 1845 Jowahir Singh persuaded the army to march against Jammu. Gulab Singh, despairing of being able to defend himself, threw himself into the hands of the Panchayats and was brought a prisoner to Lahore. He was there treated with great severity; and, subsequently, when the army offered him the Wazirship, he repeatedly declined the offer. When the invasion took place he remained at Jammu and took no part against us, but tendered his allegiance on condition of being confirmed in the possession of his own territories. This was neither conceded nor refused, as the Paramount Power did not think it becoming, while the armies were in presence of each other, to show any doubt as to the result by granting terms. I merely referred him to the terms of the Proclamation of December, when the Sikhs crossed Sutlej. Nevertheless, it was clearly to be understood by the terms of that Proclamation that if Gulab Singh took no part against us he was entitled

2

to consideration whenever the affairs of the Punjab came to be settled. It was evident that he had no cause for gratitude or attachment to the Lahore Durbar, by whose orders and intrigues his own family had been nearly exterminated, his possessions taken, and his sons slain. During the whole of the campaign he had purposely kept aloof; not a single hill soldier had fired a shot against us, so that the Government had every right to treat with him. They had their own interest, also, to attend to, which required that the Sikh State should be weakened and that the hills should be separated from the plains.

Were we to be deterred from doing what was right and what had been previously determined upon, because the Lahore Durbar, knowing he had not participated in their crime, chose to employ him for a particular object as being the man most acceptable to us? Was he not the Minister, and were not four other Commissioners associated with him for settling the terms of peace? After Mudki and Feroz Shah, the Rani had implored him to come to Lahore and bring his troops to her aid. He sent evasive answers. After the battle of Aliwal more pressing invitations were sent, as he alone, in their opinion, could settle affairs with the English, because he had not taken part against them. He came to Lahore protesting publicly in Durbar against all that

3

had been done. He accepted the responsibility of attempting a settlement, but required the Rani to sign a paper that she would accede to the terms which he and the other four Commissioners should agree upon. He had been told by Major Lawrence on the 3rd February in a written document that he appreciated his wisdom in not having taken up arms against us and that his interests would be taken into consideration. The words of the Proclamation, dated 14th February, were these:

'The extent of the territory which it may be advisable to take will be determined by the conduct of the Durbar and by consideration for the security of the British Frontier.'

These words were meant to include any arrangements which would render the hills independent of the plain, which arrangement had been well considered before the battle of Sobraon. It was always intended that Gulab Singh, whose troops had not fired a shot, should have his case and position fully considered. What act of treason, then, had he committed against the Lahore State? He had done good service to us, which we had recognised before he was a Sikh Commissioner. After the war commenced were we to abandon our policy and to treat the only man who had not lifted up his arms against us with indifference because he came to Headquarters specially deputed by the Lahore Durbar to confer with us as one who had not joined in their unprovoked invasion? His forbearance was rewarded because his forbearance was in accordance with an intended policy, and because the charge of treachery could not be substantiated.

"Sir Henry Lawrence to Gulab Singh on 11th Feb, 1846,

Kind Rajah Sahib and dear Friend,

Please accept my best wishes and kindest regards. I received your kind letter. Let me explain the matter to you. I appreciate all that you have written wisely and prudently. Although it is difficult to know the rebels and non-rebels, the British Government wants to show forbearance to the Lahore Durbar. The Government does not at all feel happy at the anarchy and misgovernment of the Lahore State. The intention of the Company is only to punish the rebels so that in future there should be no misdeeds. I have explained the situation to Anant Ram, who will himself relate it to you. In case of delay matters will grow worse. You know that every time the Sikhs encountered the British they were defeated. If even now they are left unpunished, and there be any such trouble again, it will then be worse for the Durbar of Lahore. You will, I believe, know from this letter that, in spite of all that has occurred, we have still the same feeling and sympathy for the Lahore Durbar. I hope you will always favour me with your kind letters and friendly communications."

"Sir Henry Lawrence to Gulab Singh on 13th Feb, 1846,

Kind Rajah Sahib and dear Friend,

Receive my regards and let it be known to you that I want to say to you a word which will be to your utmost good. So I hope you may manage to hear it from me personally. Do this please, and do this without delay.
I hope you will remember me with your friendly letter."

معاہدۂ امرتسر کے نتیجے میں ریاست جموں وکشمیر ظہور پذیر ہوئی۔ معاہدے کے نتیجے میں ملنے والے علاقوں میں ڈوگرہ اور سکھ دربار کے درمیان کچھ علاقوں میں جو ردوبدل ہوا اس کا تذکرہ ہم پہلے ہی کر چکے ہیں۔

Agreement between the Lahore and Kashmir Darbars, 1847

Agreement concluded between the Governments of Lahore and Jammu by Dewan Dina Nath and Rai Kishen Chand on the part of Maharaja Duleep Singh, and Dewan Jowala Sahai and Kazi Mohkum-ud-din on that of Maharaja Golab Singh, in the presence of Lieutenant-Colonel Lawrence, Agent, Governor-General, North-Western Frontier, and Resident at Lahore, and subject to the approval of the Governor-General of India, regarding the exchange of the districts of Hazara, Pukli, Kahuta, etc., west of the River Jhelum for lands east of that river in the direction of Jammu. We, the undersigned, consent and agree that Captain J. Abbott, the Boundary Commissioner, having examined the revenue records of the country west of the Jhelum, shall, after deducting jagirs and rent-free lands, fix the yearly rent, after which lands producing half that rent shall be made over to Jammu from the Lahore territory. Captain Abbott shall then lay down a well-defined boundary so as to prevent all future dispute, vis. on the west of the Jhelum river to the border of Mozufferabad, whence it is to follow the Kurnaha river until such place as Captain Abbott can determine, a distinct and well-marked line across to the river Indus. This done, the mutual exchange of territory shall be effected, after which it will behove both parties to adhere for ever to the terms now settled, but should difference arise, they are to be referred to the Agent, Governor-General, North-Western Frontier.

This agreement is signed in the presence of Lieutenant-Colonel Lawrence, Agent, Governor-General, and is subject to the confirmation of the Governor-General of India. A copy of this agreement to be made over to each Darbar, and one to be lodged in the Agency Office.

(Sd.) Dewan Jowala Sahai.
„ Dewan Dina Nath.
„ Kazi Mahkum-ud-din.
„ Rai Kishen Chand.
(True translation.)
(Sd.) H. M. Lawrence,
Agent, Governor-General,
and Resident at Lahore.

یوں دیکھا جائے تو گلاب سنگھ معاہدۂ امرتسر سے پہلے ہی نہ صرف اپنا اقتدار مستحکم کر چکا تھا بلکہ مہاراجہ بننے سے قبل ہی اپنے اقتدار کو توسیع دیتے ہوئے اس کا دائرۂ کار لداخ، بلتستان اور گلگت کے کچھ علاقوں تک بڑھا چکا تھا۔ اس کی فتوحات میں اہم ترین کردار اس کے فوجی کمانڈر زور آور سنگھ کا تھا جس نے صرف عسکری کامیابیاں نہیں سمیٹیں بلکہ اپنی انتظامی صلاحیتوں کے باعث سیاسی محاذ پر بھی ریشہ دوانیوں پہ قابو پایا۔ وہ پہلا ہندوستانی کمانڈر تھا جس نے تبت کے دشوار گذار راستوں کو عبور کر کے تبتی علاقوں پہ حملہ کیا۔ مگر بالآخر انتہائی ناموافق موسم کی لپیٹ میں آگیا اور سمندر سے پندرہ ہزار فٹ کی بلندی پہ انتہائی سرد موسم میں اپنی چھوٹی سی سپاہ کے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے 1841ء میں مارا گیا۔

Treaty of Amritsar ①

TREATY between the BRITISH GOVERNMENT on the one part and MAHARAJAH GOLAB SING of JUMMOO on the other, concluded on the part of the BRITISH GOVERNMENT by FREDERICK CURRIE, ESQUIRE, and BREVET MAJOR HENRY MONTGOMERY LAWRENCE, acting under the orders of the RIGHT HONOURABLE SIR HENRY HARDINGE, G.C.B., one of HER BRITANNIC MAJESTY'S MOST HONOURABLE PRIVY COUNCIL, GOVERNOR-GENERAL, appointed by the HONOURABLE COMPANY to direct and control all their affairs in the EAST INDIES, and by MAHARAJAH GOLAB SING in person,—1846.

ARTICLE 1.

The British Government transfers and makes over for ever, in independent possession, to Maharajah Golab Sing and the heirs male of his body, all the hilly or mountainous country, with its dependencies, situated to the eastward of the river Indus and westward of the river Ravee, including Chumba, and excluding Lahul, being part of the territories ceded to the British Government by the Lahore State, according to the provisions of Article IV, of the Treaty of Lahore, dated 9th March 1846.

ARTICLE 2.

The eastern boundary of the tract transferred by the foregoing Article to Maharajah Golab Sing shall be laid down by Commissioners appointed by the British Government and Maharajah Golab Sing respectively for that purpose, and shall be defined in a separate Engagement after survey.

ARTICLE 3.

In consideration of the transfer made to him and his heirs by the provisions of the foregoing Articles, Maharajah Golab Sing will pay to the British Government the sum of seventy-five lakhs of Rupees (Nanukshahee), fifty lakhs to be paid on ratification of this Treaty, and twenty-five lakhs on or before the first October of the current year, A. D. 1846.

ARTICLE 4.

The limits of the territories of Maharajah Golab Sing shall not be at any time changed without the concurrence of the British Government.

Treaty of Amritsar

(2)

ARTICLE 5.

Maharajah Golab Sing will refer to the arbitration of the British Government any disputes or questions that may arise between himself and the Government of Lahore or any other neighbouring State, and will abide by the decision of the British Government.

ARTICLE 6.

Maharajah Golab Sing engages for himself and heirs to join, with the whole of his Military Force, the British troops, when employed within the hills, or in the territories adjoining his possessions.

ARTICLE 7.

Maharajah Golab Sing engages never to take or retain in his service, any British subject, nor the subject of any European or American State, without the consent of the British Government.

ARTICLE 8.

Maharajah Golab Sing engages to respect, in regard to the territory transferred to him, the provisions of Articles V, VI, and VII, of the separate Engagement between the British Government and the Lahore Durbar, dated March 11th, 1846.

ARTICLE 9.

The British Government will give its aid to Maharajah Golab Sing in protecting his territories from external enemies.

ARTICLE 10.

Maharajah Golab Sing acknowledges the supremacy of the British Government, and will in token of such supremacy present annually to the British Government one horse, twelve perfect shawl goats *of approved breed (six male and six female), and three pairs of Cashmere shawls.

This Treaty, consisting of ten articles, has been this day settled by Frederick Currie, Esquire, and Brevet-Major Henry Montgomery Lawrence, acting under the directions of the Right Honorable Sir Henry Hardinge, G.C.B., Governor-General, on the part of the British Government, and by Maharajah Golab Sing in person; and the said Treaty has been this day ratified by the seal of the Right Honorable Sir Henry Hardinge, G.C.B., Governor-General.

Treaty of Amritsar (3)

Done at Umritsur, the sixteenth day of March, in the year of our Lord one thousand eight hundred and forty-six, corresponding with the seventeenth day of Rubbee-ool-awul 1262 Hijree.

(Sd.) H. HARDINGE. Seal.

(Sd.) F. CURRIE.
(„) H. M. LAWRENCE.

By order of the Right Honorable the Governor-General of India.

(Sd.) F. CURRIE,
Secretary to the Government of India, with the Governor-General.

گلاب سنگھ کے مہاراجہ بننے کے بعد برطانیہ نے اسے اکسایا کہ وہ گلگت کو اپنے قبضے میں لے لے۔ ظاہر ہے کہ اس میں برطانوی مفاد پوشیدہ تھا جو ہندوستان کو روسی پیش قدمی سے محفوظ بنانا چاہ رہا تھا جو اس وقت سینٹرل ایشیا کے ممالک پر اپنی چڑھائی شروع کر چکا تھا اور امکانات موجود تھے کہ وہ سنٹرل ایشیا کو روندتا ہوا ہندوستان تک آ پہنچے۔ گلاب سنگھ جو فتوحات پہ فتوحات حاصل کرتا رہا تھا اسے گلگت اور نواحی علاقوں میں سخت مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کی کئی مہمات ناکام ہوئیں اور بھاری جانی نقصانات اٹھانے پڑے۔

ایسٹ انڈیا کمپنی کے ہاتھوں شکست کے بعد معاہدۂ لاہور و امرتسر کے نتیجہ میں جموں وکشمیر کی ریاست تشکیل پائی۔ جیسا کہ ہم نے دیکھا کہ گلاب سنگھ ریاست جموں وکشمیر کے وجود میں آنے سے پہلے ہی نہ صرف اپنا اقتدار مستحکم کر چکا تھا بلکہ مہاراجہ بننے سے قبل ہی اپنے اقتدار کو توسیع دیتے ہوئے اس کا دائرۂ کار لداخ، بلتستان اور گلگت کے کچھ علاقوں تک بڑھا چکا تھا۔ تاہم گلگت اور نواحی علاقوں میں شورشیں جاری تھیں اور بہت سے علاقے بغاوتوں کے نتیجہ میں مہاراجہ کی عملداری سے باہر تھے۔ معاہدہ میں ریاست کی حدود کا کوئی باقاعدہ نقشہ شامل نہ ہونے کی وجہ سے کئی علاقے متنازعہ تھے اس سلسلے میں بننے والے کمیشن کا تذکرہ ہم پہلے ہی کر چکے ہیں۔

انیسویں صدی کے آغاز تک گلگت پہ ترکھان خاندان حکومت کر رہا تھا۔ ان میں سے کچھ بہت طاقتور حکمران تھے جنہوں نے آس پاس کے علاقوں کو بھی زیرِ نگیں رکھا۔ 1810ء سے 1842ء تک کئی بغاوتیں دیکھنے میں آئیں۔ پہلے خوشوقتی خاندان کے سلیمان شاہ نے جس کا تعلق 'یاسین' سے تھا، اس نے آخری ترکھان راجہ کو شکست دے کر گلگت پہ قبضہ کیا۔ سلیمان شاہ کو 'پنیال' سے تعلق رکھنے والے آزاد خان نے ہلاک کر کے گلگت کا اقتدار سنبھالا۔ تاہم وہ خود 'نگر' کے تری شاہ کے

ہاتھوں شکست کھا کے مارا گیا۔ ترا شاہ کے بعد اس کے بیٹے شاہ سکندر نے اقتدار سنبھالا مگر وہ یاسین کے گوہر امان خوشوقتی سے شکست کھا کے مارا گیا۔ شاہ سکندر کے بھائی کریم خان نے کشمیر کے گورنر سے مدد طلب کی۔ سکھوں کی فوج نے نتھو شاہ کی قیادت میں گلگت پہ حملہ کر کے گوہر امان کو شکست سے دوچار کیا اور وہ وہاں سے نکالا گیا۔ کریم خان کو سکھوں کے زیرِ سایہ گلگت کا راجہ بنادیا گیا۔ خوشوقت قبیلہ قدیم تاریخ سے گلگت وبلتستان کی سیاست میں اپنا کردار ادا کرتا آرہا تھا۔ یہ حریت پسند کبھی چین سے نہیں بیٹھے اور ہمیشہ باہر کی قوتوں کے خلاف نبرد آزما رہے۔ گوہر امان ان کا مشہور ترین حکمران ثابت ہوا۔ اس نے مستوئی، گوپیس، یاسین، گلگت اور پنیال کو اپنے زیرِ نگیں رکھا ہوا تھا۔ ایک طرف مقامی متحارب قوتوں سے اس کی لڑائیاں جاری رہیں، دوسری طرف سکھوں سے اور پھر ڈوگرہ افواج سے بھی وہ لڑتا رہا۔ نتھو شاہ سے یاسین میں شکست کھانے کے بعد اس نے اپنی قوت کو پھر مجتمع کیا۔ 1848ء میں اس نے چترال کے امان الملک کی حمایت سے گلگت پر حملہ کیا اور شیر قلعہ، بارگو، شکیوٹ سے لے کر چھپروٹ تک قبضہ کر لیا۔ گلگت، ہنزہ اور نگر کے باشندوں نے اس لڑائی میں اس کا بھرپور ساتھ دیا۔ 1849ء میں اسے ایک بار پھر ڈوگرہ فوج سے شکست کھا کر گلگت کو چھوڑنا پڑا۔ 1851ء میں گوہر امان نے گلگت واپس چھین لیا اور ڈوگرہ فوج کو بونجی تک دھکیل دیا۔ 1851ء-1852ء میں گلاب سنگھ نے ایک بڑی فوج دیوان ہری چند کی قیادت میں چلاس پہ قبضہ کرنے کیلئے روانہ کی۔ بھاری جانی نقصانات کے بعد ہری چند کی فوج چلاس کے قلعے پر قابض ہوگئی۔ یہاں سے انہوں نے بھوپ سنگھ کی قیادت میں گلگت کا رخ کیا جس کا مقابلہ گوہر امان نے آگے بڑھ کر کیا اور گلاب سنگھ کی پوری فوج کو کاٹ کے رکھ دیا۔ اس لڑائی کے بعد گوہر امان کی زندگی میں اگلے آٹھ برسوں تک ڈوگرہ مہاراجہ کو گلگت پہ حملہ کرنے کی ہمت نہ ہو سکی۔

1858ء میں گلاب سنگھ اس دنیا سے رخصت ہوا۔ اس نے اپنی زندگی میں ہی اپنے بیٹے رنبیر سنگھ کو اقتدار سونپ دیا تھا۔ رنبیر سنگھ نے بھرپور جنگی تیاریاں کر کے 1860ء میں دیوی سنگھ کی قیادت میں گلگت پہ حملہ کیا۔ گوہر امان کی موت کے بعد مقامی قوتوں کو یکجا کرنے والا کوئی نہیں تھا۔ گلگت کے قلعے پر دیوی سنگھ نے آسانی سے قبضہ کر لیا۔ مقامی غدار علی داد خان کو گلگت کی گدی پہ بیٹھا کر ڈوگرہ فوج نے یاسین کا رخ کیا۔ درمیان میں پڑنے والے علاقے پنیال پر قبضہ کر کے وہاں ایک اور غدار عیسیٰ بہادر کو اقتدار سونپا۔ یاسین پہ گوہر امان کا بیٹا ملک امان ڈوگرہ فوج سے شکست کھا کے چترال فرار ہو گیا۔ یاسین پہ مہرولی کو گدی پہ بٹھا دیا گیا۔ مقامی غداروں کو اپنے ساتھ ملا کے انہیں اقتدار میں رکھنے کی پالیسی کامیاب رہی۔ مقامی حریت پسند وقتاً فوقتاً سر اٹھاتے رہے اور یاسین میں ڈوگرہ فوج کو بہت سے نقصانات اٹھانا پڑے۔ انتقامی کاروائی میں وہاں پہ عورتوں اور بچوں سمیت بڑی تعداد میں لوگوں کو قتل کر دیا گیا۔ 1866ء میں مقامی سرداروں کی لڑائیوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ڈوگرہ فوج نے ہنزہ اور نگر کو قابو کرنا چاہا مگر ہنزہ میں شکست سے دوچار ہو کے انہیں وہاں سے فرار ہونا پڑا۔ ملک امان نے مقامی افراد کو جمع کر کے گلگت کو واپس لینے کیلئے حملہ کیا مگر دریائے گلگت کے صرف بائیں کنارے کو آزاد کرا سکا۔ تاہم قبائل پنیال میں کئی قلعوں کو آزاد کرانے میں کامیاب رہے۔ دردستان کا پورا علاقہ ایک بار پھر شورشوں کا شکار ہو گیا۔

1866ء میں وائسرائے نے رنبیر سنگھ کے معتمد دیوان نہال چند سے گلگت میں شورشوں کی وجوہات معلوم کیں۔ اس نے وائسرائے کو جواب میں آگاہ کیا کہ یہ مسلمان قبائل اپنی کوتاہ نظری کی وجہ سے انتشار پھیلانے میں مصروف رہتے ہیں اور یہ ان کی فطرت میں شامل ہے۔ وائسرائے نے ہدایت جاری کی کہ راجپوت اور دیگر ہندو برادریوں کے 500 خاندان گلگت میں آباد کئے جائیں اور انہیں زمینیں اور جاگیریں عطا کی جائیں تاکہ وہ یہاں کے لوگوں کو قابو میں رکھ سکیں۔ مہاراجہ نے اپنے فوجی کمانڈر زورآور کی قیادت میں ایک بڑی فوج گلگت میں تعینات کر دی۔ ستمبر 1866ء میں زورآور نے وادئ دارال پہ حملہ کیا۔ قبائلی لیڈر ملک امان حملے سے قبل ہی علاقہ چھوڑ گیا اور اپنے جنگجوؤں کے ساتھ پہاڑوں پہ چڑھ گیا۔ برف باری شروع ہو جانے کی وجہ سے ڈوگرہ فوجوں کو کچھ ہاتھ نہ آیا اور خوراک کی کمی سے بہت سے فوجی ہلاک ہو گئے۔ اگر جائزہ لیا جائے تو گلگت، چلاس، یاسین اور اشکمان وغیرہ کے باشندے بشمول چترال کبھی بھی بیرونی قوتوں کی حکمرانی کو قبول کرنے پر آمادہ نہیں ہوئے۔ انہوں نے مہاراجہ اور برطانوی حکومت دونوں کے خلاف اپنی مزاحمت جاری رکھی۔ جہاں تک معاہدۂ امرتسر کا تعلق ہے تو اس

میں گلاب سنگھ کو انڈس کے مشرقی علاقوں کا قبضہ دیا گیا تھا۔ انڈس کے مغربی علاقے جن میں گلگت، ہنزہ، نگر، دارل اور دوسرے پہاڑی علاقے شامل ہیں وہ معاہدے میں شامل نہیں تھے۔ گلاب سنگھ اور رنبیر سنگھ نے ان حالات کا فائدہ اٹھایا جو 1857ء کے ہنگاموں کے باعث برطانیہ کو درپیش تھے۔

بدلتی صورتحال میں 1867ء میں نگر کے حاکم جعفر خان نے مہاراجہ کی حاکمیت کو قبول کرتے ہوئے ایک معاہدہ کرلیا۔ اسی طرح ہنزہ کے ساتھ مختلف جنگوں کے بعد رنبیر سنگھ کے دور میں 1870ء میں ایک معاہدہ طئے پایا۔ 1888ء میں نگر اور ہنزہ نے اتحاد کرتے ہوئے ڈوگرہ فوج کو چپروٹ اور چالٹ سے بے دخل کردیا۔ مگر اسی سال امپیریل سروس ٹروپس نے ان علاقوں پر واپس قبضہ کرلیا۔ 1857ء کے حالات سے نپٹنے کے بعد برطانیہ نے گلگت پہ اپنی توجہ مرکوز کی۔ 1869ء میں برطانوی حکام نے چینی اور روسی حرکات پہ نظر رکھنے کیلئے پامیر میں جارج ہیورڈ کی تعیناتی کی۔ براستہ یاسین اس نے پامیر جانے کیلئے یاسین کے حاکم میر ولی سے اجازت طلب کی۔ میر ولی نے اس کیلئے شرط عائد کی کہ برطانوی حکومت ڈوگرہ حکومت کی حمایت سے ہاتھ اٹھالے اور میر ولی سے براہِ راست تعلقات قائم کرلے۔ برطانوی حکومت کے انکار کے بعد میر ولی نے جارج ہیورڈ اور اس کے ساتھیوں کو قتل کردیا۔ 1878ء میں برطانیہ نے اپنا پہلا پولیٹیکل ایجنٹ گلگت میں تعینات کیا مگر سیاسی حالات ناموافق ہونے کی وجہ سے اسے واپس بلالیا۔ تاہم روسی مداخلت کے بڑھتے ہوئے خدشات کے باعث 1889ء میں اس عہدے کو مستقل کرتے ہوئے سرحدی معاملات کو کشمیر امپیریل سروس ٹروپس کے حوالے کردیا جس کا انچارج برطانوی افسر تھا۔

آرتھر نیو (Arthur Neve) جو کئی سال تک کشمیر میں رہا، اس نے گلگت کے بارے میں کچھ اس طرح لکھا ہے، "انگریزوں کو گلگت کا لفظ نوے کی دہائی کے بہت سارے شاندار کاموں کو یاد دلاتا ہے۔ ہنزہ پر گرفت، چترال کی امداد اور پامیر کمیشن۔ پچھلی نصف صدی کے دوران کشمیر واحد ہندوستانی مقامی ریاست ہے جس کے مقبوضات میں اضافہ ہوا ہے۔ یہ اضافہ مطلوب نہیں تھا بلکہ شاہی حکومت پر روسی سلطنت کی پیش قدمی کرنے والی قوت کی سازشوں کا نتیجہ تھا جو اس کے افسران سرحدوں پر کر رہے تھے۔"

1877ء سے لے کر 1881ء تک برطانیہ کی طرف سے گلگت میں افسر بکارِ خاص یا آفیسر آن اسپیشل ڈیوٹی کا تقرر کیا گیا۔ پہلے افسر بکار خاص، میجر بڈولپ کو، اس کی تقرری کے وقت اس کے عہدے کی تمام شرائط وضوابط بتائے گئے تھے، جیسا کہ گورنر جنرل اور مہاراجہ کے مابین اتفاق ہوا تھا۔ اسے سختی سے ان شرائط وضوابط کی پابندی کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ اس نے مہاراجہ اور اس کے عہدیداروں کے تعاون سے کوشش کی کہ وہ اس طرح کی معلومات اکٹھا کرے جس سے آس پاس کے علاقوں کی جغرافیائی تفصیلات اور قدرتی وسائل سے متعلق معلومات حاصل ہوسکیں۔ اس نے یہ بھی کوشش کی تھی کہ وہ کشمیری حکام کے ساتھ مشاورت سے سرحدوں سے باہر کے قبائل کے ساتھ دوستانہ تعلقات استوار کریں تاکہ انہیں آہستہ آہستہ کشمیر کے کنٹرول اور اثر ورسوخ میں لایا جاسکے۔ سیاسی حالات کے تقاضوں کے پیشِ نظر 1881ء میں اس آفیسر کو واپس بلالیا گیا۔ تمام واقعات کا بغور جائزہ لیا جائے تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کشمیر کی سرحدوں کو برطانیہ نے مہاراجہ کی نہیں بلکہ اپنی ذمہ داری سمجھا۔ انہوں نے ہیورڈ کے قتل کو قبول نہیں کیا تھا اور بدلہ لینے کیلئے مناسب وقت کے انتظار میں تھے۔ اپنی تیاریاں مکمل کرنے کے بعد انہوں نے 1888ء میں ڈیورنڈ کو مشن کیلئے تعینات کیا۔

Grave of Gohar Aman in Yaseen

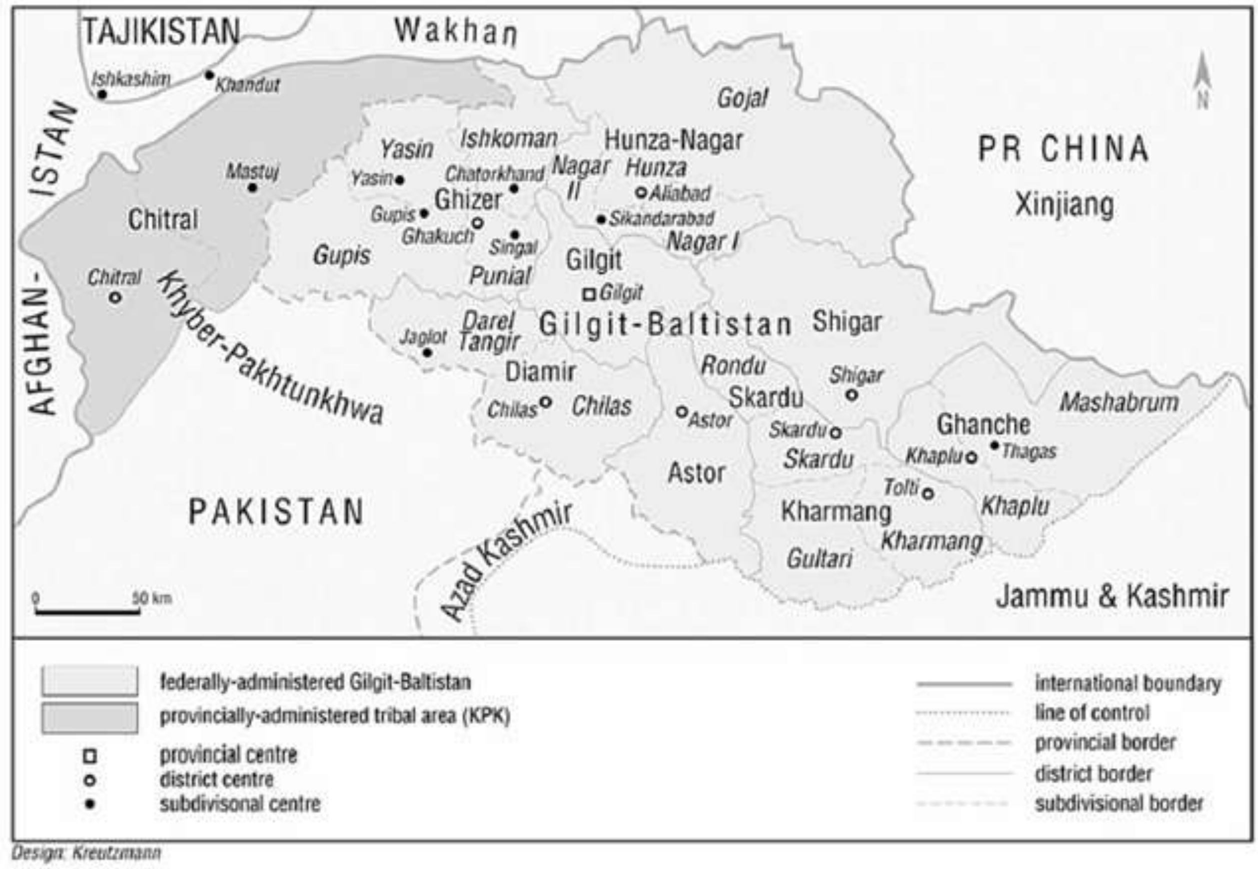

Figure 2. Gilgit-Baltistan and Chitral (GBC). Design and copyright: Hermann Kreutzmann.

ہم نے گذشتہ اقساط میں دیکھا کہ ڈوگرہ افواج نے بار بار گلگت پہ حملے کئے۔ کچھ کامیابیاں بھی حاصل کیں مگر گلگت کے مختلف اضلاع میں بغاوتوں اور مزاحمت کا عمل جاری رہا۔ تاہم رنبیر سنگھ کے دور میں ابتدائی ناکامیوں کے بعد وہ ایک ایک کر کے مختلف ریاستوں پہ قبضہ کر کے وہاں کے مقامی سرداروں میں سے کسی نہ کسی کو ساتھ ملاتے ہوئے اقتدار پہ بٹھاتے رہے۔ 1869ء تک کشمیر دربار گلگت پہ کافی حد تک اپنا اقتدار قائم کر چکا تھا۔ ہنزہ، نگر، غور اور چلاس کے ساتھ معاہدے طئے پا گئے تھے۔ 1878ء میں چترال کے امان الملک کے ساتھ بھی معاہدہ طئے پا گیا تھا، اور یہ ریاستیں انتظامی طور پر آزاد ہوتے ہوئے بھی ڈوگرہ کی باجگذار بن چکی تھیں۔

Relations With Nagar GILGIT : THE NORTHERN GATE OF INDIA

Since about 1867 the State of Nagar is said to have paid a small tribute, to the *Maharaja* of Kashmir, receiving in return a present of larger value. Here is a translation of an undertaking in Persian given by the representatives of Nagar in 1870 A.D. :

"i) We undertake to confer with Ghazan Khan, the *Raja* of Hunza that his son, as also the son of his *Wazir* should remain in attendance on the *Maharaja* of Kashmir and in case he does not agree, we shall send our forces against him.

ii) If any *Motabar* of Hunza comes for secret work into our State, we shall kill him.

iii) We shall ask *Raja* Ghazan Khan to hand over the forts of Chaprot, and Nomal; if he agrees well and good; if not, we shall march against him and take their possession by fighting out.

iv) That one of us four, Shah Murad, Mohammad Shah, Mirza and Nadlu will always remain in attendance at Gilgit turn by turn.

v) Intercourse between the Gilgit and the Nagar subjects of the *Maharaja* and others will continue. If any loss occurs, we shall be held responsible.

vi) One real son of the *Raja* of Nagar and one son of the *Wazir* will remain always in the service of the *Maharaja*.

vii) Friends of the *Maharaja* will be considered friends and his enemies, taken as enemies.

viii) In case, the *Maharaja* of Kashmir will demand any force, the same will be supplied without any hesitation, well equipped.

ix) That in return for the *Khilat* granted to *Raja* Jafar Khan, annually, the following *Nazrana* will be presented :

Horses = Two
Gold = 21 Tolas
Apricots = 5 loads"

In the Kashmir Archives, we find a letter from one of the *Jirghadaran* of Chilas, *Munshi* Abdulla of 1870 to the effect that "till there is breath in them they, as promised, would not swerve by a hair breadth from the agreement; that as they live simply by tilling of soil, they had no means to personally present themselves to *Maharaja*, and apologise for their inability. Further the *Nazrana* and hostages sent by them to Srinagar through Laskhar Khan, via Sharda consist of the following :

(i) Hostages——their sons, five in number
  (a) From Chilas = 3
  (b) From Thaka = 2
(ii) Gold——three tolas
(iii) Goats——90

Gilgit: The Northern Gate of India
By: Fahad Hussain

The letter further indicated that they had not for one or two years past received any command bearing the *Maharaja's* seal, which does not therefore, satisfy them and even if they are poor people, they still expect the *Maharaja's* benignity, and in the end, entrust themselves to his care. The letter is addressed to Dewan Kirpa Ram and another letter to the *Maharaja*.

Another letter of 1872 is also to the effect that the usual *Nazrana* consisting of 3 tolas of gold, 91 goats and 3 hostages was sent to Srinagar and asks for certain concessions from the *Maharaja* and ends with expressions of loyalty and faithfulness. There is one thing noticeable in this letter namely, that the *Jirghardarans* submit a report in regard to one, Malak Shah, who was said to have deserted for several years and then returned and went over to the *Amir* of Afghanistan. After securing help, he had marched against Aman-ul-Mulk, who on hearing of it, is said to have left and reached Yasin with 800 men.

Relations with Hunza GILGIT : THE NORTHERN GATE OF INDIA

The war-like State of Hunza had often been hostile to the *Maharaja* of Kashmir and had often made attacks on Gilgit, either in combination with Yasin or with some other State and given much trouble. But Ranbir Singh quelled the outbursts of tribal hostility and affected peace with the *Raja* of Hunza. There is a copy of an agreement of August 1870 A.D. on behalf of the *Raja* of Hunza to the following effect :

"By the Holy Quran......
I am *Raja* Ghazan Khan son of *Raja* Ghazanfar Khan and grandson of the late *Raja* Saleem Khan of Hunza.
Whereas my father late Ghazanfar Khan remained under the control of Kashmir from a long time, especially the diceased *Raja* was obedient to the *Maharaja*, I also agree to remain obedient and present the tribute in the same manner. Hence, I on my own accord, without force or pressure, depute my *motabir*, *Wazir* Fazal Khan and accept the following terms :

1. The following *Nazrana* will be paid by me to the *Maharaja* annually :

   i) Gold = 12 tolas
   ii) Horses = 2

   In return, a *Khilat—Fakhira* and 2000 *Srinagari* coins will be granted to me and also a *Khilat* to my *Wazir*.
2. The revenue of Chaprot, that has been fixed from older times, will be paid annually at Gilgit.
3. One *Motabir* of mine will always remain present in Gilgit and he will be paid thirty rupees per month by the State and one *Motamid* will yearly present to the *Maharaja* the annual Nazrana.
4. The friends of the *Maharaja* will be my friends and his enemies will be my enemies.
5. If a force be required in Gilgit, I shall place my troops at the disposal of the *Maharaja* for service and I shall not spare any effort in doing the service.

As this agreement has been written, after swearing the Holy Quran, no change whatsoever will take place on my part.

Signed
Fazal Khan

گو کہ وقتاً فوقتاً مختلف ریاستوں میں شورشیں سر اٹھاتی رہیں مگر جب برطانوی اشتراک کے ساتھ کشمیر امپیریل ٹروپس نے کاروائیاں کیں تو معاملات کشمیر دربار کے قابو میں آتے چلے گئے۔ 1877ء میں پہلی مرتبہ گلگت ایجنسی کا قیام عمل میں آیا تو بڈلپ (Biddulph) کو پہلا آفیسر آن اسپیشل ڈیوٹی مقرر کیا گیا۔ اس موقع پر حکومتِ ہند کے سیکریٹری خارجہ کی طرف سے بڈلپ کو جو ہدایات موصول ہوئیں، نیز مہاراجہ کی جانب سے بڈلپ کے ساتھ تعاون کیلئے اپنے وزیر کو جو ہدایات دی گئیں، اس سے گلگت کے بارے میں مہاراجہ اور برطانوی حکام کے رجحانات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ سکریٹری خارجہ نے بڈلپ کو لکھا،

"Under the orders of His Excellency, the Governor-General in Council, I have the honor to inform you that with the consent and concurrence of His Highness the Maharaja of Jammu and Kashmir, you have been selected for special duty in Gilgit"… …

Below are some excerpts from "THE GILGIT AGENCY 1877—1935 >> By: AMAR SINGH CHOHAN."

"The Biddulph Mission

New geographical discoveries were sufficient to give rise to a great ferment among the British circles and Forsythe's suggestion deserved serious consideration. But before considering steps on the lines suggested by him, the government of India wanted more intelligence on the subject. They, therefore, sent in 1875 another mission under Captain John Biddulph to bring further intelligence about the Ishkaman Pass. Biddulph visited Gilgit, Hunza, and a part of Yasin and studied Passes across the Hindukush from the north and then returned to study their southern exits. And on his return submitted a report which shook the government yet further.

Reappraisal of the Frontier Policy

On the basis of the expansionist policy adopted by Russia in Central Asia and on the basis of the startling intelligence reports of Doughlas Forsythe and Biddulph the government of India had to commence an immediate reappraisal of the entire frontier policy, which inevitably involved a reconsideration of its relations with Kashmir. Direct annexation of the tribal territories like Chitral, Yasin, Hunza, Nagar, on the Kashmir frontier was out of question, partly for the British were not prepared to risk involvement in the sensitive outposts to the Russian boundaries and partly for the reluctance to undertake major military commitments on such a remote frontier. The only other course that looked feasible was to assume greater control over the State of Jammu and Kashmir, and at the sanie time authorises and encourage the Dogras to extend their authority over these frontier territories and secure the control of the Ishkaman Pass. This would secure the British a "vicarious but virtual" control over the tribal territories he would be able to gain correct information of countries which at present are a sealed book to us, and he would be able to communicate with Wakhan.

Appointment of Major John Biddulph as British Agent in Gilgit

Major John Biddulph had collected sufficient information and experience during his exploratory mission to the Gilgit frontier. The present arrangement being entered into with the Maharaja was also mainly the result of the recommendations submitted by him. When, therefore, the time for the appointment of the Agent at Gilgit came, the choice naturally fell on him. The Maharaja's concurrence was duly obtained. The title given to the Agent was 'Officer on Special Duty in Gilgit'.

At the time of his appointment Major Biddulph was told of all the terms and conditions of his office as agreed to between the Governor-General and the Maharaja. He was ordered strictly to abide by those terms and conditions. In addition, he was to endeavor, with the co-operation of the Maharaja and his

officials, to collect such information as might be obtainable regarding the topography and resources of the localities in his vicinity. He was also to endeavor, in consultation with the Kashmir authorities, to cultivate friendly relations with the tribes beyond the border in view to bringing them gradually under the control and influence of Kashmir. He could, at his discretion, interdict and prevent British subjects, English, or Native, from proceeding beyond the Kashmir frontier, whenever he deemed such a course desirable in the interests of their personal safety, or on grounds of political expediency.”

دوسری جانب مہاراجہ نے بھی اپنے وزیر کو ہدایت نامہ جاری کرتے ہوئے لکھا،

“As Captain Biddulph has been appointed in Gilgit, you should receive him properly for he is the representative of the British Government and a friend of His Highness. Any communication that may be addressed to the ruler of Chitral and Yasin, should be made in consultation with the said officer, and you will be informed of any letter, message or communication that the officer might address to these places and he will act in consultation with you. If the said officer asks for sending messengers or spies and getting information or news from outlying districts, you shouldcomply and debit expenditure incurred on account of sending of and for bringing news to the State, but you should take a writfrom the said officerand without writnothing should be done. ”… … (GILGIT: THE NORTHERN GATE OF INDIA-page 70)

اس درمیان برطانیہ افغانستان میں جنگی کامیابیاں حاصل کرچکا تھا اور طئے پانے والے معاہدے کے تحت افغانستان اب انڈیا اور روس کے درمیان ایک بفر اسٹیٹ کے طور پر خدمات انجام دینے پہ آمادہ ہوچکا تھا۔ برطانیہ اور افغانستان کے امیر محمد یعقوب خان کے درمیان 26 مئی 1879ء میں معاہدہ طئے پایا۔ اس معاہدے کے تحت دوستی اور امن قائم کرنے کا عہد کیا گیا۔ افغانستان کو پابند کیا گیا کہ وہ اپنے ان تمام شہریوں کیلئے عام معافی کا اعلان کرے گا جنہوں نے جنگ میں برطانیہ کیلئے خدمات انجام دی ہیں۔ افغانستان کو اس بات کا بھی پابند بنایا گیا کہ وہ حکومتِ برطانیہ کی اجازت کے بغیر کسی غیر ملکی طاقت کے ساتھ کوئی معاہدہ نہیں کریں گے اور نہ ہی برطانوی اجازت کے بغیر کسی کے خلاف ہتھیار اٹھائیں گے۔ افغانستان پر کسی جارحیت کی صورت میں برطانیہ ان کی افرادی، عسکری اور معاشی امداد کرے گا۔

برطانیہ اور افغانستان کے معاہدے کے بعد بدلتی صورتحال میں 1881ء میں گلگت ایجنسی اس وقت ختم کردی گئی۔ یہ بات اہم ہے کہ مہاراجہ رنبیر سنگھ نے انگریزوں کو روس کے خلاف اپنے ہر قسم کے تعاون کی یقین دہانی کروا رکھی تھی۔ 1885ء میں رنبیر سنگھ کا انتقال ہوگیا اور اس کا بیٹا پرتاب سنگھ جموں وکشمیر کے تخت پر بیٹھا۔ خفیہ اداروں کی معلومات کے مطابق رنبیر سنگھ کے دور سے ہی ڈوگرہ حکومت کے روسیوں کے ساتھ خفیہ روابط قائم تھے۔ پرتاب سنگھ کے دور میں ان روابط میں تیزی آگئی تھی اور پرتاب سنگھ انگریزوں کے خلاف سازش میں ملوث تھا۔ حکومتِ ہند نے ریاست میں اپنا مستقل نمائندہ بیٹھا دیا۔ اگرچہ پرتاب سنگھ کو اقتدار میں رہنے دیا گیا مگر اس سے ایک معاہدے پر دستخط کرا لیئے گئے اور ریاست کے معاملات کونسل آف اسٹیٹ کے حوالے کردیئے گئے۔ یوں عملاً کشمیر دربار پر انگریزوں نے اپنے مفادات کے نگران بٹھا دیئے تھے۔

1888ء میں ایک مرتبہ پھر ریاستوں میں شورشوں کا آغاز ہوا۔ گلگت میں سیکرٹ مشن پہ موجود الگرنن جارج آرنلڈ ڈیورنڈ (ALGERNON GEORGE ARNOLD DURAND) نے ان شورشوں کے پیچھے روس کی حمایت سے حکام کو آگاہ کیا۔ تاہم کتاب "گلگت – دی نارتھرن گیٹ آف انڈیا" کے مصنف فدا محمد حسنین نے ان واقعات کا ذمہ دار انگریزوں کو قرار دیا ہے جنہوں نے ان کے بقول حالات میں ابتری پیدا کی۔ بگڑتی صورتحال کے پیشِ نظر 1889ء میں حکومتِ ہند نے مکمل دفاعی تیاریوں کے ساتھ دوبارہ گلگت ایجنسی کے قیام کا فیصلہ کیا۔ کیپٹن ایلگرنون ڈیورنڈ جو بعد ازاں کرنل کے عہدے پر پہنچا کو ایجنسی کا سربراہ مقرر کیا گیا۔

25 دسمبر 1889ء کو ایک سیاسی دربار سجایا گیا جس میں ہنزہ، نگر، پنیال اور دیگر ریاستوں کے حکام کو مدعو کیا گیا اور گلگت میں یونین جیک لہرایا گیا۔ فوجی پریڈ کا انعقاد کیا گیا اور برطانوی جھنڈے کو سلامی دی گئی۔ ریاستوں کے حکام کو خلعت اور دیگر انعامات دیئے گئے اور انہیں وفاداری کی تلقین کی گئی۔ گلگت ایجنسی کے قیام سے ایک طرف توڈوگرہ حکومت کی من مانیوں پر زد لگی اور ان علاقوں پر ان کے مکمل اختیارات کا تاثر ختم ہو گیا، مگر دوسری طرف اس کا قیام حکومتِ ہند اور ڈوگرہ راج دونوں کے مفادات کی نگرانی کا مقصد پورا کرتا تھا اس لئے اس کے اخراجات بھی دونوں قوتوں نے آپس میں تقسیم کئے۔ کیپٹن ڈیورنڈ نے قلعوں کے دفاعی نظام کو مضبوط کیا، نئی بیرکس کی تعمیرات کروائیں، اری گیشن سسٹم کو بہتر بنایا اور ہزاروں ایکڑ بنجر زمین کو قابلِ کاشت بنایا۔ اس کے اقدامات نے فوجیوں کیلئے غلے و اجناس کی بلا رکاوٹ فراہمی کو یقینی بنایا۔ ابھی تک فوجی سازوسامان اور راشن کی نقل و حرکت کیلئے اکثر جگہوں پر ناہموار راستوں پر خچر کو استعمال کیا جاتا تھا جس سے سپلائی لائن بری طرح متاثر ہوتی تھی۔ اس نے سب سے پہلے تو خچروں کی آمدورفت کے راستوں کو بہتر بنایا، پھر اس نے کمیونیکیشن اور ٹرانسپورٹ کے جدید نظام کی طرف بھی توجہ دی اور سڑکوں کے علاوہ ریلوے لائن بچھانے کیلئے نقشوں کی تیاری شروع ہوگئی۔ کیپٹن ایلگرنون ڈیورنڈ کے بھائی سر ہنری مور تمر ڈیورنڈ (Sir Henry Mortimer Durand) کی سربراہی میں نیا باؤنڈری کمیشن تشکیل دیا گیا جس نے شمالی علاقہ جات کی سرحدوں کا از سرِ نو تعین کیا اور مشہور ڈیورنڈ لائن کھینچی گئی جو آج پاکستان اور افغانستان کی سرحدوں کا تعین کرتی ہے۔

Algernon Durand

Mortimer Durand - Wikiwand

A brief account of the other boundaries of the State is given below.

(Excerpt from: · A COLLECTION OF TREATIES. ENGAGEMENTS AND SANADS COMPILED BY C. U. AITCHISON, Page 245-248)

In 1846 and 1847 two commissions were appointed to demarcate the eastern boundary. They were to arrange—first, a boundary between British territory (now the districts of Lahul and Spiti) on the south and the Kashmir territory of Ladak on the north; and then a boundary between Ladak on the west and Chinese Tibet on the east. The first commission submitted its report in May 1847, and it was accompanied by an explanatory memorandum and by a sketch map, showing the boundary between the territories of Maharaja Gulab Singh and British India, as determined by the commissioners.

As regards the Ladak-Tibet boundary, the commissioners could not, owing to Imam-ud-din's rebellion in Kashmir, reach the Tibet border. Mr. Vans Agnew, one of the commissioners, however, wrote a memorandum in which he pointed out that the line was, as he thought, already sufficiently defined by nature, and recognized by custom, with the exception of its two extremities.

On the appointment of the second commission steps were taken to secure the co-operation of Chinese and Kashmir officials; but no Chinese delegate appeared, and the demarcation of the boundary had to be abandoned.

The northern as well as the eastern boundary of the Kashmir State is still undefined. On the north-west, also from Hunza southwards along the frontier of Yasin, Darel, Tangir, and Chilas to Kaghan, no boundary has been officially laid down.

On the south the only portion of the British-Kashmir boundary which has been regularly demarcated is that which lies between the rivers Jhelum and Ravi from a point above Dulial to Madhopur. This settlement was made by Captain Abbott with the aid of commissioners of the Lahore and Kashmir Darbars. But the Hazara exchange affected Captain Abbott's decisions on the border between the Jhelum and the Chenab, as it gives to Kashmir the talukas of Kathua and Suchetgarh with part of Minaw'ar, which had been awarded by Captain Abbott to Lahore.

روسی خطرے کے بڑھتے ہوئے خدشات کے باعث 1889ء میں گلگت ایجنسی کا قیام عمل میں آیا اور کشمیر ٹروپس کے ناقص تربیت یافتہ اور غیر مؤثر دستے کو نئے سرے سے برطانوی افسر کے زیرِ نگرانی فعال بنایا گیا۔ برطانوی پولیٹیکل ایجنٹ ڈیورنڈ نے ہنزہ اور نگر کا دورہ کر کے وہاں کے حکام کو اپنی عملداری میں آنے کی ہدایت کی اور ان کو سالانہ وظیفوں کی پیشکش کرتے ہوئے اپنے افسران کیلئے آزادانہ نقل و حمل کی اجازت طلب کی۔ ڈیورنڈ نے ان سے تجارتی راہداریوں کو محفوظ بنانے کی یقین دہانی بھی حاصل کی۔ دونوں مقامات کے حکام نے اس پیشکش کو اپنے لیئے ڈوگرہ راج سے نجات کا پروانہ جانتے ہوئے ڈیورنڈ کی پیشکش کو قبول کر لیا۔ جلد ہی ان حریت پسندوں کو اندازہ ہو گیا کہ وہ ڈوگرہ کی غلامی سے نکل کر انگریزوں کی غلامی میں آ گئے ہیں۔ انہوں نے ایک مرتبہ پھر مشترکہ طور پر کاروائی کرتے ہوئے انگریزوں کے خلاف مزاحمت شروع کر دی۔ 1891ء میں انہیں آگاہ کیا گیا کہ چالٹ اور دیگر علاقوں میں شاہراہوں کی تعمیر کی جائے گی۔ ہنزہ اور نگر کی جانب سے انکار کیا گیا اور ان کی وادیوں کی طرف آنے والے راستوں کی بندش کر دی گئی۔

1891ء میں کشمیر اور برطانوی ہند کی مشترکہ کاروائی میں ہنزہ اور نگر کی ریاستوں کو زیر کیا گیا۔ اسی طرح 1895ء میں مشترکہ کاروائی کرتے ہوئے چترال میں ہونے والی شورشوں کو ختم کیا گیا۔ ہنزہ میں برطانوی فوج کے دستے تعینات کر دیئے گئے اور ایک پولیٹیکل ایجنٹ کا تقرر کر دیا گیا۔ 1897ء میں مستقل پولیٹیکل ایجنٹ کو ہٹا لیا گیا اور ہنزہ و نگر لیویز کو تعینات کر دیا گیا۔ 1892ء میں ہنزہ سے فرار ہو جانے والے راجہ صفدر علی کے سوتیلے بھائی راجہ محمد خان کو برطانوی پولیٹیکل ایجنٹ نے میر آف ہنزہ بنا کر گدی پہ بٹھا دیا تھا۔ ادھر نگر کے راجہ ظفر زاہد کو مہاراجہ نے انگریزوں کی اجازت سے دوبارہ اقتدار سونپ دیا۔ دونوں ریاستوں کے حاکم مہاراجہ اور برطانیہ سے مشترکہ طور پہ وظیفہ حاصل کرنے لگے۔ 1895ء میں دونوں ریاستوں کی مدد سے چترال میں برطانوی دستوں کیلئے سہولیات حاصل کی گئیں اور انہیں صلے میں انعامات بھی ملے۔ بعد ازاں 1903ء میں دہلی میں منعقدہ تاجپوشی کی تقریب میں برطانیہ کی طرف سے ہنزہ کے راجہ محمد ناظم خان اور نگر کے راجہ سکندر خان کو بھی مدعو کیا گیا۔ یہ ظاہر کرتا ہے کہ برطانیہ کی جانب سے ان قبائلی حکام کو بلند حیثیت حاصل ہو چکی تھی اور وہ انہیں مہاراجہ کے دربار سے آزاد کر کے اپنی عملداری میں رکھنا چاہتے تھے۔

ہنزہ اور نگر کے علاوہ اگر ہم چلاس کا مطالعہ کریں تو وہاں کے حاکم بھی اکثر اپنے ارد گرد کے علاقوں پر حملے کرتے رہتے تھے۔ 1850ء تک وہ استور کی وادی میں گھس کر لوٹ مار کرتے رہتے تھے۔ 1851-1852ء میں گلاب سنگھ نے وہاں اپنی فوج بھیج کر انہیں اپنی عملداری میں رکھنے کی کوششیں کیں۔ 1869ء میں چلاس کا کشمیر دربار سے ایک معاہدہ طئے پا گیا۔ 1889ء میں گلگت ایجنسی کے قیام کے بعد تھور کے علاوہ چلاس کے باقی قبائل برطانوی پولیٹیکل ایجنٹ کے ماتحت آ گئے اور طئے پا گیا کہ ان علاقوں میں کشمیر دربار انگریزوں کی اجازت کے بغیر کوئی کاروائی نہیں کر سکے گا۔ 1892ء میں غور جانے والے ایک برطانوی سفارتی مشن پر چلاس کی جانب سے حملے کے نتیجے میں انگریزوں نے چلاس پر قبضہ کر لیا۔ تاہم اس کی آزادی برقرار رکھتے ہوئے اور وہاں اپنا پولیٹیکل آفیسر مقرر کرتے ہوئے اس بات کو یقینی بنایا کہ وہاں کشمیر دربار کا فوجی دستہ محفوظ رہے اور شاہراہوں کی تعمیر میں کوئی رکاوٹ نہ آئے۔ 1897ء میں طئے پایا کہ چلاس کی تمام زیرِ قبضہ زمینیں انہیں لوٹا دی جائیں۔ چلاس کی جانب سے کشمیر دربار کو دیئے جانے والے سالانہ نذرانے میں بھی کمی کر دی گئی۔ تاہم چلاس میں مخصوص قانونی اختیارات کے ساتھ پولیٹیکل ایجنٹ کا تقرر منظور نہیں کیا گیا اور چلاس نے واضح کیا کہ اندرونی انتظامات پہ چلاس کے عوام کا ہی حق ہے۔ چلاس کی دو اور تحصیلیں تھور اور غور بھی ڈوگرہ فوج کے چلاس پہ قبضے کے بعد کشمیر دربار کو نذرانہ دیتی تھیں۔ 1894ء میں برطانوی پولیٹیکل آفیسر کے دورے کے موقع پر تھور کے باشندوں نے برطانیہ سے اپنی وفاداری کا اظہار کیا۔

گلگت کے ایک اور ڈسٹرکٹ 'پنیال' پہ 1860ء میں ڈوگرہ نے قبضہ کر کے راجہ عیسیٰ بہادر کو گدی پہ بٹھا دیا تھا۔ اس کی موت کے بعد اس کا بیٹا راجہ محمد اکبر خان گدی پہ بیٹھا۔ 1889ء میں گلگت ایجنسی کے قیام کے بعد اس نے انگریزوں کیلئے کئی خدمات انجام دیں اور اسے خان بہادر کا خطاب ملا۔ جب 1977ء میں برطانیہ کی طرف سے پولیٹیکل ایجنٹ گلگت بھیجا گیا تو گلگت کے دیگر ڈسٹرکٹ یاسین، کوھ، گذر اور اشمان پہ چترال سے تعلق رکھنے والے مہتر پہلوان بہادر کی حکمرانی تھی اور وہ کشمیر دربار کو نذرانہ دے رہا تھا۔ 1880ء میں اس نے پنیال پہ حملہ کر دیا۔ اس کی غیر موجودگی میں چترال کے امان الملک نے ان تمام اضلاع پہ قبضہ کر لیا اور

کشمیر دربار کی اجازت سے ان کی عملداری مختلف افراد میں تقسیم کر دی۔ 1895ء میں انگریزوں نے یہ تمام علاقے براہِ راست اپنی نگرانی میں لے لئے۔ یہاں گورنروں کا تقرر کر دیا گیا اور تمام انتظامات تنخواہ دار ملازمین کے حوالے کر دیئے گئے۔ آمدنی کا کچھ حصہ کشمیر دربار کو نذرانے کے طور پر دیا جاتا رہا۔

1905ء میں گلگت ایجنسی 6 ضلعوں پر مشتمل تھی۔ گلگت وزارت، ہنزہ و نگر، شنکائی آف چلاس ڈسٹرکٹ، پنیال یاسین (بشمول، کوہ اور گذر) اور اشکمان۔ ان اضلاع میں سے گلگت وزارت مکمل طور پر کشمیر دربار کے زیر انتظام تھی، جبکہ پنیال کے علاوہ باقی اضلاع اگرچہ کشمیر دربار کو کسی نہ کسی شکل میں کچھ نذرانہ دیتے تھے، تاہم اندرونی طور پر آزاد تھے اور وہاں پولیٹیکل ایجنٹ تعینات تھے۔ پنیال بھی گو کہ اندرونی طور پہ آزاد ضلع تھا مگر وہاں کے سنگین نوعیت کے جرائم کی تحقیقات پولیٹیکل ایجنٹ کی سفارش پر کشمیر دربار کے نمائندے کرتے تھے۔

یہاں پہ یہ تذکرہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے کہ خارجہ امور کے خط نمبر 1800، مؤرخہ 24 جولائی 1901ء کے مطابق حکومتِ ہند نے قرار دیا کہ ہنزہ، نگر، چلاس، یاسین، کوہ، گذر اور اشکمان کشمیری علاقے نہیں ہیں۔ اگرچہ ان پہ کشمیر دربار کا تسلط ہے مگر کشمیر دربار کو ان علاقوں کے اندرونی معاملات میں مداخلت کا حق نہیں ہے۔

The Government of India have ruled that the districts of Hunza, Nagar, and Chilas, and the Khushwakt districts mentioned above, are not Kashmir territory, though they are under the suzerainty of Kashmir, and consequently Kashmir State officials are not permitted to interfere directly in their internal administration.

(Foreign Department's letter No. 1800, dated the 24th July 1901. addressed to British Resident, Sir A. Talbot).

چترال 1878ء سے کشمیر دربار کی باجگزاری میں آچکا تھا۔ ہنزہ اور نگر کی طرح یہ بھی ریاست تھی اور اس کا حاکم مہتر کہلاتا تھا۔ 1895ء میں چترال میں ہونے والی خانہ جنگی سے پیدا ہونے والی صورتحال اور افغانستان کی جانب سے ہونے والی مسلسل مداخلت کا قلع قمع کرنے کیلئے برطانوی فوج نے تقریباً ڈیڑھ ماہ کی طویل اور مشکل جدوجہد کے بعد چترال کا کنٹرول سنبھال لیا۔ ابتدا میں یہاں تعینات کئے جانے والے پولیٹیکل ایجنٹ کو گلگت ایجنسی کے تابع رکھا گیا مگر کچھ روز کے بعد سوات اور دیر کو چترال کے ساتھ ملا کر مالاکنڈ ایجنسی تشکیل دے دی گئی۔ چترال کو قبضے میں رکھنے کیلئے برطانوی ہند کو بھاری اخراجات اٹھانے پڑ رہے تھے مگر دفاعی نکتۂ نظر سے اس کو ضروری گردانتے ہوئے برطانیہ کو یہ کڑوا گھونٹ پینا پڑ رہا تھا۔

گلگت وزارت اگرچہ براہِ راست کشمیر دربار کے ماتحت تھی مگر گلگت چونکہ ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر بھی تھا اس لئے وہاں پہ وزیر وزارت کے ساتھ برطانوی پولیٹیکل ایجنٹ بھی موجود تھا۔ اس کی موجودگی میں وزیرِ وزارت کی خود مختارانہ حیثیت متاثر ہوتی تھی اور بعض اوقات احکامات کے معاملے میں ٹکراؤ کی کیفیت پیدا ہو جاتی تھی۔

ڈوگرہ حکومت اس صورتحال سے آزاد ہونا چاہتی تھی۔ انہوں نے 1933ء میں حکومتِ ہند کو دو تجاویز پیش کیں۔

1۔ برطانوی عملہ گلگت کی سرحدوں کو چھوڑ دے اور دفاعی و انتظامی ذمہ داریاں واپس کشمیر دربار کو منتقل ہو جائیں۔

2۔ ریاست اپنی افواج کو سرحدوں سے مکمل طور پر ہٹالے اور گلگت وزارت کے انڈس کے شمال میں واقع علاقوں اور سیاسی کنٹرول والے علاقوں کے انتظامی و دفاعی معاملات برطانوی عملہ سنبھال لے۔

سوچ بچار اور مشوروں کے بعد برطانوی حکام نے دوسری تجویز کو منظور کرتے ہوئے 26 مارچ 1935ء کو مہاراجہ ہری سنگھ سے ایک معاہدہ کرتے ہوئے گلگت وزارت کے ٹرانس انڈس علاقہ جات کو 60 برس کی لیز پر لے لیا۔ یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ معاہدے میں صرف گلگت وزارت کا ذکر کیا گیا تھا۔ غالباً اس کا سبب یہ تھا کہ گلگت ایجنسی کے بقیہ علاقے پہلے ہی برطانیہ کے کنٹرول میں تھے۔ معاہدے میں پانچ شقیں شامل تھیں۔ پہلی شق یہ تھی،

”ریاست ہند کے وائسرائے اور گورنر جنرل اس معاہدے کی توثیق کے بعد کسی بھی وقت ریاست جموں وکشمیر کے صوبہ گلگت (کے علاقے) وزارت (جس کا حوالہ مابعد ”مذکورہ علاقہ“ ہوگا) کے شہری وعسکری انتظامات سنبھال سکتے ہیں جو دریائے سندھ کے دائیں کنارے سے باہر واقع ہے، تاہم اس معاہدے میں شامل کسی بھی جز کے باوجود مذکورہ علاقہ جموں وکشمیر کے مہاراجہ کی عملداری میں بدستور شامل رہے گا۔“

یعنی کہ وہ علاقے جو گلگت وزارت کا حصہ تھے ان پر مہاراجہ کا حق برقرار رہے گا۔ گلگت وزارت اور گلگت ایجنسی میں حکومتِ برطانیہ نے امپیریل سروس کے اہلکاروں کی جگہ پر گلگت اسکاؤٹس کو تعینات کر دیا۔

(1) The Gilgit Wazarat, made up of the Tehsils of Astor and Gilgit, and the Niabat of Bunji.
(2) The Punial *jagir*.
(3) The States of Hunza and Nagir.
(4) The Governorship of Yasin, Kuh, and Ghizr; and the Governorship of Ishkaman.
(5) The republican communities of the Chilas district.

برصغیر میں یوں تو ہندوؤں اور مسلمانوں کی سیاسی تنظیمیں آزادی کی تحریک میں سرگرم تھیں، تاہم دوسری جنگِ عظیم شروع ہونے پر حالات میں بہت تیزی کے ساتھ تبدیلیاں رونما ہونا شروع ہوئیں۔ برطانیہ کو مجبور ہو کر برصغیر کی آزادی کا فیصلہ کرنا پڑا۔ 3 جون 1947 کو تقسیمِ ہند کے اعلان کے بعد برطانیہ نے گلگت کی لیز کشمیر دربار کو لوٹانے کا فیصلہ کیا۔ اگرچہ لیز کے معاہدے کے تحت صرف گلگت وزارت کے علاقوں پہ مہاراجہ کشمیر کا حق تسلیم کیا گیا تھا، مگر لیز لوٹاتے وقت حکومتِ برطانیہ نے یکم اگست 1947ء کو گلگت ایجنسی کے تمام علاقے مہاراجہ کے حوالے کر دیئے۔ وہاں سے اپنے پولیٹیکل ایجنٹ کرنل راجر بیکن کو ہٹا دیا اور اس کی جگہ مہاراجہ کے نامزد کردہ گورنر گھنسارا سنگھ نے وہاں کے انتظامات سنبھال لئے۔ اگست کی مذکورہ تاریخ سے لیکر نومبر 1947ء کے دوسرے ہفتہ تک حالات نے بہت سرعت کے ساتھ پلٹا کھایا۔ یہ بات طئے ہے کہ گلگت اور بلتستان ریجن کے باشندے نہ صرف بھارتی الحاق کے خلاف تھے بلکہ انہیں کشمیر دربار کی غلامی بھی قبول نہیں تھی۔ تبدیل ہوتے ہوئے حالات میں ایک عمومی بے چینی کی کیفیت پائی جاتی تھی۔ ایسے میں جب مہاراجہ نے کشمیر کا الحاق بھارت کے ساتھ کیا تو اس کا فوری ردِ عمل سامنے آیا اور گلگت میں مہاراجہ کشمیر کے تعینات کردہ گورنر گھنسارا سنگھ کے خلاف بغاوت ہوگئی اور ایک طرف تو ہنزہ اور نگر نے ریاستوں کی حیثیت میں پاکستان کے ساتھ الحاق کا اعلان کر دیا اور دوسری طرف گلگت میں گھنسارا سنگھ کو گرفتار کر کے وہاں پاکستان کا جھنڈا لہرا دیا گیا۔ ادھر استور اور اسکردو میں مہاراجہ کی فوج کے مسلمان فوجیوں نے علمِ بغاوت بلند کر دیا۔ ان بغاوتوں کے نتیجے میں گلگت ریجن یکم نومبر 1947ء کو جبکہ اسکردو 14 اگست 1948ء کو بھارتی قبضے سے نکل کر پاکستان کے قبضے میں آ گئے۔

ان تمام واقعات کے مرکزی کرداروں میں جو نام سامنے آتے ہیں ان پر تاریخ مرتب کرنے والوں کی تحقیق میں اختلافات پائے جاتے ہیں۔ آج بھی اگر ان علاقوں کا دورہ کر کے وہاں کے لوگوں سے ان واقعات کی شہادت طلب کی جائے جو انہوں نے اپنے بزرگوں سے سنے تو مختلف افراد مختلف لوگوں کے کارنامے بیان کرتے نظر آئیں گے۔ بھارت سے تعلق رکھنے والے اکثر تجزیہ کار تمام دوسرے کرداروں کو چھوڑ کر گلگت اسکاؤٹ کے میجر براؤن اور کیپٹن میتھیسن کو ہی بھارتی نکتۂ نظر سے ان واقعات کا مرکزی ولن بنا کر پیش کرتے ہیں۔ قطع نظر اس بات کے کہ مذکورہ دونوں آفیسرز کا اس بغاوت میں کیا کردار تھا، چونکہ یہ دونوں برطانوی تھے اس لئے بھارتی محققین کو یہ پروپیگنڈا کرنے کا موقع مل جاتا ہے کہ جو کچھ ہوا اس کے پیچھے درپردہ برطانیہ کا ہاتھ تھا۔ حالانکہ جس وقت یہ واقعات

رونما ہوئے اس وقت گلگت اسکاؤٹ براہ راست کشمیر دربار کے احکامات کے تحت کام کر رہی تھی۔ جرمنی سے تعلق رکھنے والے غیر جانب دار محقق پروفیسر مارٹن سوکفیلڈ نے بہت تندہی کے ساتھ ان علاقوں میں رہ کر اپنی تحقیقات مکمل کی ہیں اور وہ بہر حال میجر براؤن کے کردار کو اس انداز میں پیش کرتے ہیں جس نے حالات سے سمجھوتا کرتے ہوئے مجبوراً مسلمانوں کا ساتھ دیا۔ خود میجر براؤن کی شائع شدہ یادداشتیں اور کئی دوسرے بھارتی اور پاکستانی محققین الگ طرح کی منظر کشی کرتے ہیں۔ پاکستان میں سرکاری سطح پر میجر براؤن کو آپریشن دتہ خیل کا مرکزی ہیرو مانا گیا ہے اور ستارۂ پاکستان سے نوازا گیا ہے۔ گلگت یا آپریشن دتہ خیل کے حوالے سے جہاں صوبیدار میجر بابر خان، صوبیدار سیف اللہ بیگ، کیپٹن حسن مرزا اور مقامی لیڈر محمد علی چنگیزی کی تنظیم سر فروشاں کے نام نمایاں ہیں وہیں اسکردو کی فتح میں چترال اسکاؤٹ، چترال اسٹیٹ باڈی گارڈ، اور جموں وکشمیر اسٹیٹ فورسز کے مسلمان اہلکاروں کے علاوہ پاکستانی افواج کے کچھ افسران کا بھی ان واقعات میں اہم کردار تھا۔ تاہم یہاں پہ ہم ان واقعات کی تفصیل میں نہیں جاسکتے کہ یہ موضوع ایک طویل مقالے کا متقاضی ہے اور مختصر تحریر کسی بھی کردار کے ساتھ انصاف نہیں کرپائے گی۔

اب اہم ترین سوال یہ ہے کہ کیا پاکستان کے شمالی علاقہ جات، گلگت اور بلتستان تاریخی، جغرافیائی اور قانونی اعتبار سے ریاست جموں وکشمیر کا حصہ ہیں یا نہیں۔ اس موضوع پہ بحث کوئی نئی بات نہیں اور اس پہ کتابیں بھی لکھی گئی ہیں اور مقالہ جات بھی لکھے جاتے ہیں۔ مختلف اخبارات ورسائل میں اس حوالے سے مضامین شائع ہوتے رہے ہیں اور اب سوشل میڈیا پہ یہ موضوع زیرِ بحث آتا رہتا ہے۔ ہم نے ایک تفصیلی پس منظر آپ کے سامنے رکھا ہے جو تاریخی وجغرافیائی تعین میں بڑی حد تک مدد فراہم کرتا ہے۔ رہی بات قانون کی تو یہ معاملہ فریقین نے بہت زیادہ الجھا دیا ہے۔ آئے چند معاملات کا جائزہ لیتے ہیں،

1۔ جموں وکشمیر کی ریاست معاہدۂ امرتسر کے نتیجے میں وجود میں آئی تھی۔

2۔ آرٹیکل 1 میں بیان کئے گئے انڈس کے مشرق کی جانب علاقوں کی حدود کا کوئی تعین نہیں کیا گیا۔ اور آرٹیکل 2 میں کہا گیا کہ حدود کا تعین مشترکہ منظوری سے دیا جانے والا ایک کمیشن کرے گا۔

4۔ آرٹیکل 4 میں مہاراجہ کو پابند کیا گیا کہ وہ اپنی حدود میں کوئی بھی ردوبدل برطانوی حکومت کی رضامندی کے بغیر نہیں کرے گا۔

5۔ آرٹیکل 5 کے ذریعہ مہاراجہ کو پابند کیا گیا کہ وہ دیگر ریاستوں کے ساتھ پیدا ہونے والے تنازعات میں حکومت برطانیہ کے فیصلوں کا پابند ہوگا۔

ARTICLE 1.

The British Government transfers and makes over for ever, in independent possession, to Maharajah Golab Sing and the heirs male of his body, all the hilly or mountainous country, with its dependencies, situated to the eastward of the river Indus and westward of the river Ravee, including Chumba, and excluding Lahul, being part of the territories ceded to the British Government by the Lahore State, according to the provisions of Article IV, of the Treaty of Lahore, dated 9th March 1846.

ARTICLE 2.

The eastern boundary of the tract transferred by the foregoing Article to Maharajah Golab Sing shall be laid down by Commissioners appointed by the British Government and Maharajah Golab Sing respectively for that purpose, and shall be defined in a separate Engagement after survey.

ARTICLE 4.

The limits of the territories of Maharajah Golab Sing shall not be at any time changed without the concurrence of the British Government.

ARTICLE 5.

Maharajah Golab Sing will refer to the arbitration of the British Government any disputes or questions that may arise between himself and the Government of Lahore or any other neighbouring State, and will abide by the decision of the British Government.

یہاں میں یہ واضح کرتا چلوں کہ برصغیر کی تاریخ کے صفحات پہ تاجِ برطانیہ کی جانب سے جاری کردہ ایک پروکلیمیشن یا اعلانِ عام ایسا بھی ہے جسے ''انڈین میگنا کارٹا'' یا ''ہندوستانی معاہدۂ عظیم'' کا نام دیا گیا۔ ایک اہم نکتہ جس کو تیکنیکی اعتبار سے پرکھنے کی ضرورت ہے وہ اس معاہدۂ عظیم میں کیا گیا یہ عہد تھا کہ برطانیہ اپنے زیرِ قبضہ علاقوں میں مزید توسیع نہیں کرے گا۔ اس اعلان کے ذریعہ مقامی حکمرانوں کو بھی باور کرایا گیا تھا کہ وہ اپنی اپنی حدود میں رہیں اور دوسری ریاستوں پہ جارحانہ حملوں سے باز رہیں۔ واضح رہے کہ برطانیہ کی ہندوستانی حدود میں قائم ریاستیں اب مکمل طور پر خود مختار نہیں رہی تھیں اور برطانیہ کی جانب سے لاگو کئے گئے قوانین کی پابند تھیں۔ ملکہ برطانیہ کا اعلان اس عمل کا تسلسل تھا جس کے ذریعہ برطانوی پارلیمنٹ نے 2 اگست 1858ء کو گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کی منظوری دی تھی جس میں کمپنی بہادر کی حکومت ختم کرتے ہوئے ایسٹ انڈیا کمپنی کے حقوق اور اختیارات تاجِ برطانیہ کو منتقل کر دیئے گئے تھے۔ مگر گلگت بلتستان اور لداخ کی تاریخ بتاتی ہے کہ 1846ء میں ہونے والے معاہدۂ لاہور کے تسلسل میں طئے پائے معاہدۂ امرتسر کے نتیجے میں قائم ہونے والی ریاست جموں وکشمیر کے مہاراجہ کی طرف سے 1858ء کے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کے بعد بھی اپنی حدود سے باہر نکل کر دیگر علاقہ جات پر جارحیت کا ارتکاب کیا گیا اور دوسری ریاستوں پر تسلط قائم کیا گیا جس سے برطانیہ نے نہ صرف سرفِ نظر کیا بلکہ درپردہ اسے برطانوی حکومت کی حمایت بھی حاصل رہی۔ یہی نہیں بلکہ کشمیر دربار کے ساتھ امپیریل سروس کے نام سے ایک اتحادی فوج بنا کر جس کی کمان برطانوی افسر کے ہاتھ میں ہوتی تھی انڈس پار کی ریاستوں ہنزہ اور نگر کے علاوہ گلگت کے دیگر علاقوں پر بھی برطانیہ نے اپنا تسلط قائم کیا۔ ملکہ وکٹوریہ کی جانب سے کئے گئے عہد کے اس حصے کا جس میں مزید توسیع نہ کرنے کا عہد کیا گیا تھا کا ترجمہ کیا جائے تو کچھ یوں بنتا ہے،

”ہمیں اپنے موجودہ علاقہ جات (مقبوضات) میں توسیع کی کوئی خواہش نہیں ہے۔ اور جہاں ہم اپنی عملداری اور حقوق حکمرانی پہ کوئی جارحیت قبول نہیں کریں گے وہیں ہم (اپنے زیرِ نگیں) دیگر ریاستوں پہ بھی ایسا کوئی تسلط قبول نہیں کریں گے۔ ہم مقامی حکمرانوں کے حقوق، عظمت اور عزت کا اسی طرح احترام کرتے ہیں جیسے اپنی (حکومت) کا۔ ہماری خواہش ہے کہ وہ اور ہماری اپنی رعایہ خوشحالی اور سماجی ترقی سے لطف اندوز ہوں جو صرف اندرونی امن اور اچھی حکمرانی سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔“

Two Proclamations

On 24 June 1858 a Bill was introduced into the House of Commons and received the royal assent on 2 August. The new Act abolished the Court of Directors of the East India Company and the Board of Control. The British Crown took over direct rule of India.

Such a major change had to be made known to the people of India, and this was done through a proclamation of Queen Victoria on 1 November 1858. The text was translated into seventeen languages, including Burmese, Karen, and Malay, and arrangements were made for it to be read in the presence of the governor-general at his camp at Allahabad, and simultaneously at all other places of importance. Lord Canning, who was to be the first viceroy under the new dispensation, told the last president of the Board of Control that it would be read in English 'and in the vernacular language of the Presidency or Province, not only here at Allahabad and at the three Presidency capitals, but at Lucknow and Lahore, at Peshawar under the Afghan Hills, at Karachi at the mouth of the Indus, and at Rangoon on the Irrawaddy. The proper Salutes and Parades have been ordered; as also two days of Holiday to the Public Offices. At Calcutta and Allahabad there will be Illuminations and Fireworks (the show most congenial to natives) and the same probably at Madras and Bombay'.*

The terms of the proclamation were not received with unqualified enthusiasm. Their sincerity was questioned by one of the surviving rebel leaders, the Begum Hazrat Mahal of Oudh, in a counter-proclamation issued in the name of her son, Birjis Qadr. Her proclamation dissected Queen Victoria's text paragraph by paragraph, and though the sentences read somewhat clumsily in translation, they enshrine the fears and misunderstandings that had led to the outbreak of the rebellion.

QUEEN VICTORIA'S PROCLAMATION

Victoria, by the Grace of God of the United Kingdom of Great Britain and Ireland, and of the Colonies and Dependencies thereof in Europe, Asia, Africa, America, and Australasia, Queen, Defender of the Faith:

Whereas, for divers mighty reasons, we have resolved, by and with the advice and consent of the Lords Spiritual and Temporal, and Commons, in Parliament assembled, to take upon ourselves the

* Canning to Lord Stanley, 19 October 1858.

government of the territories in India, heretofore administered in trust for us by the Honourable East India Company.

Now, therefore, we do by these presents notify and declare that, by the advice and consent aforesaid, we have taken upon ourselves the said government; and we hereby call upon all our subjects within the said territories to be faithful, and to bear true allegiance to us, our heirs and successors, and to submit themselves to the authority of those whom we may hereafter, from time to time, see fit to appoint to administer the government of our said territories, in our name and on our behalf.

And we, reposing our especial trust and confidence in the loyalty, ability and judgement of our right trusty and well-beloved cousin, Charles John, Viscount Canning, do hereby constitute and appoint him, the said Viscount Canning, to be our first Viceroy and Governor-General in and over the said territories, and to administer the government thereof in our name, and generally to act in our name and on our behalf subject to such orders and regulations as he shall, from time to time, receive through one of our Principal Secretaries of State.

And we do hereby confirm in their several offices, civil and military, all persons now employed in the service of the Honourable East India Company, subject to our future pleasure, and to such laws and regulations as may hereafter be enacted.

We hereby announce to the native Princes of India, that all treaties and engagements made with them by or under the authority of the Honourable East India Company are by us accepted, and will be scrupulously maintained, and we look for the like observance on their part.

We desire no extension of our present territorial possessions; and, while we will permit no aggression upon our dominions or our rights to be attempted with impunity, we shall sanction no encroachment on those of others.

We shall respect the rights, dignity, and honour of native princes as our own; and we desire that they, as well as our own subjects, should enjoy that prosperity and that social advancement which can only be secured by internal peace and good government.

We hold ourselves bound to the natives of our Indian territories by the same obligations of duty which bind us to all our other subjects, and those obligations, by the blessing of Almighty God, we shall faithfully and conscientiously fill.

Firmly relying ourselves on the truth of Christianity, and acknowledging with gratitude the solace of religion, we disclaim alike the right and the desire to impose our convictions on any of our subjects. We declare it to be our royal will and pleasure that none be in any wise favoured, none molested or disquieted, by reason of their religious faith or observances, but that all shall alike enjoy the equal and impartial protection of the law; and we so strictly charge and enjoin all those who may be in authority under us that they abstain from all interference with the religious belief or worship of any of our subjects on pain of our highest displeasure.

And it is our further will that, so far as may be, our subjects, of whatever race or creed, be freely and impartially admitted to office in our service, the duties of which they may be qualified by their education, ability, and integrity duly to discharge.

We know, and respect, the feelings of attachment with which the natives of India regard the lands inherited by them from their ancestors, and we desire to protect them in all rights connected therewith, subject to the equitable demands of the State; and we will that generally, in framing and administering the law, due regard be paid to the ancient rights, usages, and customs of India.

We deeply lament the evils and misery which have been brought upon India by the acts of ambitious men, who have deceived their countrymen by false reports, and led them into open rebellion. Our power has been shown by the suppression of that rebellion in the field; we desire to show our mercy by pardoning the offences of those who have been misled, but who desire to return to the path of duty.

Already, in one province, with a view to stop the further effusion of blood, and to hasten the pacification of our Indian dominions, our Viceroy and Governor-General has held out the expectation of pardon, on certain terms, to the great majority of those who, in the late unhappy disturbances, have been guilty of offences against our Government, and has declared the punishment which will be inflicted on those whose crimes place them beyond the reach of forgiveness. We approve and confirm the said act of our Viceroy and Governor-General, and do further announce and proclaim as follows:

Our clemency will be extended to all offenders, save and except those who have been, or shall be, convicted of having directly taken part in the murder of British subjects. With regard to such the demands of justice forbid the exercise of mercy.

Our clemency will be extended to all offenders, save and except those who have been, or shall be, convicted of having directly taken part in the murder of British subjects. With regard to such the demands of justice forbid the exercise of mercy.

To those who have willingly given asylum to murderers, knowing them to be such, or who may have acted as leaders or instigators of revolt, their lives alone can be guaranteed; but in apportioning the penalty due to such persons, full consideration will be given to the circumstances under which they have been induced to throw off their allegiance and large indulgence will be shown to those whose crimes may appear to have originated in too credulous acceptance of the false reports circulated by designing men.

To all others in arms against the Government we hereby promise unconditional pardon, amnesty, and oblivion of all offences against ourselves, our crown and dignity, on their return to their homes and peaceful pursuits.

It is our royal pleasure that these terms of grace and amnesty should be extended to all those who comply with these conditions before the 1st day of January next.

When, by the blessing of Providence, internal tranquillity shall be restored, it is our earnest desire to stimulate the peaceful industry of India, to promote works of public utility and government, and to administer the government for the benefit of all our subjects resident therein. In their prosperity will be our strength, in their contentment our security, and in their gratitude our best reward. And may the God of all power grant to us, and to those in authority under us, strength to carry out these our wishes for the good of our people.*

معاہدۂ امر تسر کے نکات اور ملکۂ برطانیہ کے اعلامیہ کو سامنے رکھ کر میں پورے تیقن سے کہتا ہوں کہ اگر آج بھی برطانوی عدالتوں میں ان معاملات کو اٹھایا جائے تو غالب امکان یہی ہے کہ 1858ء کے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کی منظوری اور ملکہ کے اعلامیہ کے بعد مہاراجہ آف کشمیر کی جانب سے کی جانے والی جارحانہ کاروائیوں کی نتیجے میں ہونے والی توسیع اور برطانوی قبضوں کو غیر قانونی قرار دے دیا جائے گا۔

> In 1941 an internal decision binding for administrative purposes summarized the results of a previous discussion for two exemplar principalities in question:
>
> "Hunza and Nagir: - Though these are under the suzerainty of the Kashmir State, they are not part of Kashmir but separate states." (Quotation from the Crown Representative's Records-Indian States Residencies-Gilgit, Chilas, Hunza and Nagir Files (Confidential): Serial No. IOR/ 2/1086/303-Number of Proceedings 17-C/41: Status of Hunza, Nagir...vis-a-vis the Kashmir State: decision that these territories are not part of the Kashmir State [India Office Library and Records, London]. "Globalization Spatial Integration and Sustainable Development in Northern Pakistan by Kreutzmann"

As a result of that contradictory situation, Kreutzmann writes, "the official document of the Pakistan Government distinguishes between Kashmir on the one hand and the Gilgit Agency on the other. This viewpoint is supported by a lengthy historical investigation and legal interpretation within colonial files regarding the status of certain territories in the Gilgit Agency."

28اپریل 1949ء کو کراچی میں ایک سہہ فریقی اجلاس میں طئے کئے جانے والے معاہدے میں کشمیر اور گلگت بلتستان کے معاملات کا دائرۂ کار تین فریقین میں تقسیم کیا گیا تھا۔ اس معاہدے کو خفیہ رکھا گیا، جبکہ اجلاس میں گلگت بلتستان کا کوئی نمائندہ موجود نہیں تھا۔ اس معاہدے کی رو سے آزاد ہونے والے علاقوں کو انتظامی اعتبار سے دو حصوں، آزاد کشمیر اور شمالی علاقہ جات میں تقسیم کیا گیا تھا۔ یوں عالمی فورم پر گلگت بلتستان کو کشمیر کا حصہ ماننے والی حکومتِ پاکستان نے عملاً شمالی علاقہ جات کو آزاد کشمیر سے الگ کر دیا۔ اور معاملات کا نگران ایک وفاقی وزیر کو بنا دیا۔

"The Karachi Agreement is reported to have been signed on 28 April 1949 by:

Mushtaq Ahmed Gurmani, Pakistan's `Minister without Portfolio', in charge of the Ministry of Kashmir Affairs Sardar Mohammed Ibrahim Khan, the president of Azad Kashmir, and Chaudhry Ghulam Abbas, Head of All Jammu and Kashmir Muslim Conference. It set down the division of the powers between the two governments as well as the All Jammu and Kashmir Muslim Conference. Through the agreement, Azad Kashmir ceded to the Government of Pakistan complete control over Gilgit-Baltistan (then called the

"Northern Areas"), and the control over subjects of defence, foreign affairs and communications in its own area.

Part I of the agreement covered the structure and operation of the `Civil Administration of Azad Kashmir Area', which laid down the regulations for the Azad Kashmir government.

Part II dealt with financial arrangements by which Pakistan would advance money.

Part III was titled the `Division of functions between the Governments of Pakistan, the Azad Kashmir Government and the Muslim Conference'.

In the division of powers, the Pakistan government allocated to itself eight important matters including Defence, negotiations with the UNCIP, foreign policy, publicity in foreign countries, coordination of refugee relief and rehabilitation, coordination of all arrangements for a plebiscite, all activities within Pakistan with regard to Kashmir and, finally, all affairs of the `Gilgit and Ladakh areas' (which were then under the control of the political agent at Gilgit). Pakistan obtained the total control over the defence of the Pakistan-controlled Kashmir, including the `Azad Army'. It also took complete charge of relations with the Indian government and the Indian-controlled part of Jammu and Kashmir.

The Azad Kashmir government was allocated only five functions, three of which gave it responsibility for policy and administration of Azad Kashmir and fourth to develop its economic resources. The fifth function was to give `advice' to the Minister without Portfolio in charge of the Ministry of Kashmir Affairs in its negotiations with the UNCIP.

The Muslim Conference was allocated seven functions, six of which gave it responsibility to organise political activities within Azad Kashmir, the "Indian occupied areas of the State" and "among Kashmir refugees in Pakistan". These included activities for a plebiscite. The sixth function was to give "general guidance" to the Azad Kashmir government. The last function, identical to that of the Azad Kashmir government, was to give "advice" to the Minister without Portfolio in charge of the Ministry of Kashmir Affairs."

Written By: Sardar Naseem Iqbal Advocate,

Chairman Jammu Kashmir International Legal Watch,
Based in Nottingham UK (https://stateviews.com.pk/karachi-agreementbetween-pakistan-and-ajk-government/)

شمالی علاقہ جات میں بڑھتی ہوئی سیاسی بے چینی کو مدِ نظر رکھتے ہوئے 1972ء سے لے کر 1975ء کے درمیان وزیرِ اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے متعدد اقدامات کئے اور وہاں کے سیاسی رہنماؤں سے ملاقات کے بعد انہیں انتظامی آزادی دیتے ہوئے ناردرن ایریا ایڈوائزری کونسل تشکیل دی اور یوں مقامی نمائندگی کا آغاز ہوا۔ جاگیرداری نظام اور ایف-سی-آر کا خاتمہ کرتے ہوئے انتظامی، قانونی اور سیاسی اصلاحات کا آغاز کیا اور اس علاقہ کو وفاق کے زیرِ انتظام شمالی علاقہ جات کا نام دیا۔ 1988ء میں محترمہ بے نظیر بھٹو نے ایک قدم آگے بڑھتے ہوئے ایڈوائزری کونسل کو ناردرن ایریا کونسل میں تبدیل کرتے ہوئے کچھ مزید اختیارات دیئے۔ انہوں نے اپنے دوسرے دور 1994ء میں لیگل فریم ورک آرڈر متعارف کرتے ہوئے ناردرن ایریا لیجسلیٹو کونسل کی تشکیل کی اور لیڈر آف دی ہاؤس کو ڈپٹی چیف ایگزیکٹو کا عہدہ دیا گیا۔

8 مارچ 1993ء کو آزاد کشمیر ہائی کورٹ کے تین ججوں نے 228 صفحات پر مشتمل ایک متفقہ فیصلے میں قرار دیا کہ گلگت وبلتستان پر مشتمل کشمیر کے شمالی علاقہ جات جو براہِ راست پاکستان کی نگرانی میں ہیں وہ آزاد کشمیر کا حصہ ہیں۔ عدالت نے اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل اور اقوام متحدہ کے کمیشن برائے ہندوستان اور پاکستان (UNCIP) کے سامنے پاکستان کے بیانات اور کشمیر کے بھارت کے ساتھ وابستگی پر اس کے اعتراض کا حوالہ دیا۔ فیصلہ میں سختی سے ریمارکس دیئے گئے:
"پاکستان کے کسی بھی صوبے میں شمالی علاقہ جات کے انضمام کی اجازت پاکستان میں اور سلامتی کونسل میں پاکستان کے موقف کی نفی کے مترادف ہوگی۔"

حکومت پاکستان کی طرف سے عدالت میں جمع کرائے گئے تحریری بیان کے پیراگراف 9 میں کہا گیا ہے: "یہ سچ ہے کہ شمالی علاقہ جات پاکستان کے علاقوں کا حصہ نہیں بنتے ہیں جس طرح 1973 کے آئین میں بیان کیا گیا ہے۔ تاہم، اس غلطی کی وجہ سے، یہ نتیجہ اخذ نہیں کیا جاسکتا ہے کہ مذکورہ علاقے آزاد جموں وکشمیر کے علاقوں کا حصہ ہیں۔"

عدالت نے اپنے فیصلے میں قرار دیا کہ "ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ جواب دہندگان نمبر 1 (پاکستان) اور نمبر 2 (آزاد کشمیر) کی طرف سے، شمالی علاقوں اور ان کے رہائشیوں کو آزاد جموں وکشمیر سے الگ رکھنے کے لئے کوئی جائز وجہ پیش نہیں کی گئی ہے، اور من مانی انتظامی نظام کے ذریعہ ان کو بنیادی حقوق سے محروم رکھا گیا ہے۔"

ہائیکورٹ کے اس فیصلے کو آزاد کشمیر کی سپریم کورٹ میں چیلنج کیا گیا۔ 14 ستمبر 1994ء کو آزاد کشمیر سپریم کورٹ نے اس معاملے پر 18 مارچ 1993 کے ہائی کورٹ کے فیصلے میں ترمیم کرتے ہوئے کہا کہ "اس میں کوئی شک نہیں کہ شمالی علاقہ جات ریاست جموں وکشمیر کا حصہ ہیں، لیکن آزاد کشمیر کا نہیں۔ لہذا، حکومت کو ان علاقوں کا انتظامی کنٹرول لینے کی ضرورت نہیں ہے۔" عدالت نے مزید قرار دیا کہ ہائیکورٹ کا یہ مؤقف کہ "14 اگست 1947 سے قبل شمالی علاقہ جات تاریخی اور آئینی طور پر ریاست جموں وکشمیر کا بنیادی اور لازم حصہ تھے اس نکتے پر ہائی کورٹ کی تحقیق، کسی قانونی کمزوری کا شکار نہیں ہے۔ یہاں تک کہ اس حقیقت کو وفاقِ پاکستان نے اس عدالت کے سامنے چیلنج نہیں کیا ہے۔ لہٰذا اس مؤقف کی تائید ہوتی ہے۔"

29 مئی 1999ء کو سپریم کورٹ آف پاکستان نے الجہاد ٹرسٹ کی طرف سے دائر کئے گئے مقدمے کے فیصلے میں قرار دیا:... "شمالی علاقہ جات ریاست جموں وکشمیر کا آئینی حصہ تھے... اور شمالی علاقوں کے عوام تمام تر مقاصد کے لئے پاکستان کے شہری ہیں۔ حکومت پاکستان کو یہ یقینی بنانا چاہئے کہ چھ ماہ کے اندر علاقوں میں بنیادی انسانی حقوق اور دیگر سیاسی اور انتظامی امور کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے۔ تاہم، اس کارروائی سے تنازعہ کشمیر سے متعلق پاکستان کے مؤقف کو کسی طرح متاثر نہیں ہونا چاہئے۔"

28 اگست 2009ء کو حکومت پاکستان نے گلگت بلتستان امپاورمنٹ اور سیلف گورننس آرڈر، 2009 متعارف کرایا۔ اصلاحات پیکیج کو صدارتی حکم کے ذریعے متعارف کرایا گیا تھا جسے وفاقی کابینہ نے منظور کیا تھا اور پاکستان کی پارلیمان میں نمائندگی نہ ہونے کی وجہ سے شمالی علاقے کو کسی صوبے کی حیثیت سے قائم ہونے

کے لئے فوری طور پر عمل درآمد کے لئے پیش کیا گیا تھا۔ ان اصلاحات کے ذریعہ آزاد جموں وکشمیر کی طرح کا ایک نظام متعارف کرایا گیا اور گلگت بلتستان کونسل کا قیام عمل میں آیا جس کی سربراہی وزیر اعظم پاکستان کرتا ہے۔

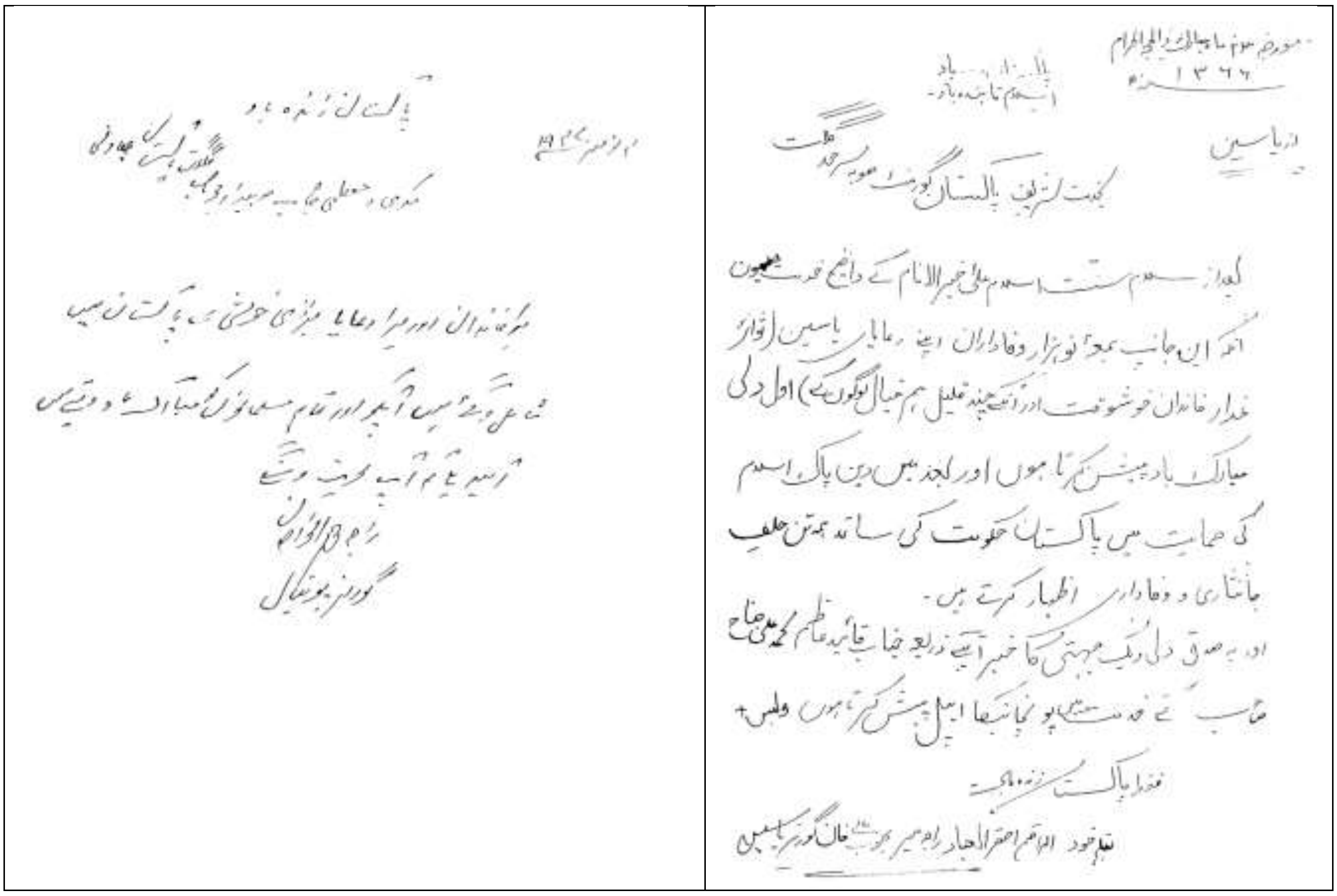

مورخہ سوم ماہ ذوالحجۃ الحرام ۱۳۶۶ ہجری

پاکستان زندہ باد
اسلام تابندہ باد

از یاسین

بخدمت شریف پاکستان گورنمنٹ صوبہ سرحد گلگت

بعد از سلام سنت اسلام علی خیر الانام کے دائم خدمت میمون
اقدس این جانب معہ نو ہزار وفاداران اپنے رعایای یاسین (قوائے
غدار خاندان خوشوقت اور اپنے چند قلیل ہم خیال لوگوں کے) اول دلی
مبارکباد پیش کرتا ہوں اور بعد ہیں دین پاک اسلام
کی حمایت میں پاکستان حکومت کی ساتھ ہمہ تن حلف
جانثاری و وفاداری اظہار کرتے ہیں۔
اور بہ صدق دلی ویک جہتی کا خبر آپ کے ذریعہ جناب قائد اعظم محمد علی جناح
صاحب کے خدمت میں پہنچانے کا اپیل پیش کرتا ہوں والسلام

خدا پاکستان زندہ باد

بقلم خود الراقم احقر العباد راجہ میر محبوب خان گورنر یاسین

پاکستان زندہ باد

مکرمی و معظمی جناب صاحب بہادر پولیٹیکل ایجنٹ گلگت

میرا خاندان اور میرا رعایا بڑی خوشی سے پاکستان میں [illegible]
[illegible] آپ کو اور تمام مسلمانوں کو مبارکباد دیتے ہیں
[illegible]
راجہ [illegible]
گورنر پونیال

قائد اعظم محمد علی جناح کراچی
میں تمام اپنے پبلک کی طرف سے اعلان
کرتا ہوں کہ میرا ریاست حکومت پاکستان
میں شامل ہوا۔ مفصل حالات سے بعد میں
اطلاع کیا جائیگا۔

Shoukat Ali
Walie-Nagah
Pakistan.

Telegram by Wireless Telegraph Gilgit.
Dated the 3rd November 1947.

......

Qaidi Azam,
Governor General Pakistan.

I ~~decleer~~ declare with pleasure on behalf of ~~my~~-self and my State excession to Pakistan.

Mir of Hunza

666

Camp Gulmit the 3rd November 1947.

Mir of Hunza
Camp Gulmit.

....

Copy to the:/

1. His Highness Sir, Aga Khan C/O Aga Majid Khan Aga Saloon Bombay.
2. Colonel R.N.Bacon Political Agent Khybar, Khyber House Pehsawar.

May be released to the press.

......

بسم اللہ الرحمن الرحیم

MINISTRY OF FOREIGN AFFAIRS
ISLAMABAD

No. KA(II)-1/27/2006

26 April 2006

Subject: **<u>Accession documents of the States of Hunza, Nagar, Punyal and Yaseen.</u>**

Dear Justice Geelani,

This is with reference to our telephone conversation of this morning.

2. Accession documents of the States of Hunza, Nagar, Punyal and Yaseen are enclosed herewith.

Yours sincerely,

(Mariam Aftab)
Director (KA)
Tele: 9202787

<u>Encls: (as above)</u>

Justice Manzoor Geelani,
Judge Supreme Court,
Azad Jammu & Kashmir,
<u>Muzaffarabad</u>

اس مختصر جائزے میں چند تاریخی حوالہ جات کو سامنے رکھ کر تجزیہ کیا جائے تو بظاہر ایسا نظر آتا ہے کہ کچھ حوالہ جات نہ صرف فیصلہ ساز قوتوں کی نظروں سے اوجھل رہے ہیں بلکہ عدالتی کاروائی میں بھی زیرِ بحث نہیں لائے گئے۔ پھر یہ کہ گلگت بلتستان کے جن علاقوں پر کشمیر دربار اور برطانوی افواج نے عسکری کاروائیوں کے نتیجے میں قبضہ کیا تھا، انہوں نے جب آزاد کشمیر کی مدد کے بغیر اپنی جدوجہد سے آزادی حاصل کی اور ہنزہ، نگر، پنیال اور یاسین کے حکمرانوں نے کسی دباؤ کے بغیر پاکستان کے ساتھ الحاق کیا تو پھر ان کو ریاست جموں وکشمیر کا حصہ قرار دینا کس حد تک جائز ہے؟

References:

- Ahmad Hasan Dani, History of Northern Areas of Pakistan (Islamabad: National Institute of Historical and Cultural Research, 1991), pp. 116-117
- Bamzai, p. 73
- Bamzai, pp. 305-374
- Stobdan, pp. 38-40
- Rahman, pp. 11-12
- FM Hassnain, Gilgit: The Northern Gate of India (New Delhi: Sterling Publishers Pvt Ltd, 1978), p. 27
- A COLLECTION OF TREATIES. ENGAGEMENTS AND SANADS COMPILED BY C. U. AITCHISON, Page 245-248
- The Sikhs and Afghans 1839/ P. 94
- English Translation Of Gulabnama Of Diwan Kirpa Ram Persian History Of The Maharaja Gulab Singh by: Sukhdev Singh Charak / Page 92
- FOUNDING OF THE KASHMIR STATE / p. 32-33
- Indian Conquest of Himalayan Territories by Sukhdev Singh Charak / p. 40
- THE JUMMOO AND KASHMIR TERRITORIES By: FREDERIC DREW / page 12-13

دعاؤں کا طالب / محمد مشہود قاسمی

18 فروری 2021ء- کراچی